بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصوم لی وانا اجزی بہ (الحدیث)
روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا بھی میں دوں گا
کتابُ الصیّام
مسمّٰی بہ
احکامِ رمضان
تصنیف
علامہ مفتی محمد انصر القادری
رمضانُ المبارک کے مسائل پر مبنی جامع کتاب جس میں اعتکاف، لیلۃ القدر،
عید الفطر ۲۰ رکعات نماز تراویح، رویت ہلال اور نفل نمازوں پر بھی مکمل مواد موجود ہے۔
مرحبا مرحبا آمد رمضان

خوشخبری

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ (الحدیث)

روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا بھی میں دوں گا

کتابُ الصّیام

مسمّٰی بہ

احکام رمضان

تصنیف

علامہ مفتی محمد انصر القادری

ناشر

ادارہ تبلیغ الاسلام

جامع مسجد خضرا ۸۱ سٹریٹ جیکسن ہائیٹس نیویارک

حُسنِ ترتیب (احکامِ رمضان)

کتابُ الصیام

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّابَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۔ (القرآن)

ترجمہ......اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

روزہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:

روزہ کو عربی زبان میں صوم کہتے ہیں اور اس کی جمع صیام ہے اور لغت میں صوم کا معنی ہے رُکنا، باز رہنا، چاہے طعام ہو یا کلام۔

لغت کی مشہور کتاب المنجد میں ہے:

صَامَ ، یَصُوۡمُ صَوۡمًا وَاصۡطَامَ

روزہ رکھنا، چلنے، پھرنے، بولنے، کھانے پینے سے رک جانا۔

(المنجد ص ۴۸۸ مطبوعہ خزینہ عملیات و ادب لاہور)

اور کہا جاتا ہے ''صَامَتِ الرِّیۡحُ'' ہوا کا رک جانا

جبکہ قرآن میں ہے:

اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لِلرَّحۡمٰنِ صَوۡمًا فَلَنۡ اُکَلِّمَ الۡیَوۡمَ اِنۡسِیًّا

(مریم ۲۶)

یعنی میں نے آج رحمٰن کا روزہ مانا ہے تو آج ہرگز کسی آدمی سے بات نہ

ارکان اسلام

اسلام کے بنیادی ارکان پانچ ہیں اور روزہ ان میں سے ایک ہے جو ان پانچ ارکان میں سے کسی ایک کی فرضیت کا انکار کرے وہ بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہے البتہ جو شخص فرض کا اقرار کرنے کے باوجود اس پر عمل پیرا نہ ہو وہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہو رہا ہے، فاسق اور فاجر ہے اور عذابِ نار کا مستحق ہے۔

بنیادی ارکان اسلامی کے لئے صحیحین کی یہ روایت جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں مرکزی اہمیت کی حامل ہے۔

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَالْحَجُّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ .

(بخاری ومسلم)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے:

۱......اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

۲......نماز قائم کرنا

۳......زکوٰۃ ادا کرنا

۴......(استطاعت کی صورت میں خانہ کعبہ کا) حج کرنا

۵......رمضان المبارک کے (پورے مہینے کے) روزے رکھنا

رمضان کی وجہ تسمیہ

امام بغوی کا فرمان ہے کہ رمضان ایک مہینے کا نام ہے یہ رمضاء سے مشتق ہے۔

حاصل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

۲......رمضان کے حرف میم سے محبۃ اللہ یعنی محبت الٰہی حاصل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

۳......رمضان کے حرف ضاد سے ضمان اللہ یعنی اللہ تعالٰی کی ذمہ داری حاصل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

۴......رمضان کے حرف الف سے الفت الٰہی مل جانے کی طرف اشارہ ہے۔

۵......رمضان کے حروف نون سے نوراللہ یعنی اللہ تعالٰی کے طرف نور ملنے کی طرف اشارہ ہے۔

(غنیۃ الطالبین)

مذکورہ گفتگو سے معلوم ہوا جو شخص رمضان المبارک کی برکتوں کو اپنے دامن میں سمیٹتا ہے، دن کو ایمان واحتساب سے روزہ رکھتا ہے رات کو خلوص وللٰہیت سے قیام کرتا ہے، نماز تراویح ادا کرتا ہے تو اس کو ان پانچ خوشخبریوں سے مالا مال کیا جاتا ہے۔ اس کو رضائے الٰہی بھی مل جاتی ہے، محبتِ خداوندی اور ضمان الٰہی بھی اس کا مقدر بن جاتی ہے، انوار والفت بھی اس کو عطا کئے جاتے ہیں اور پھر عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اس مبارک مہینہ میں مقربین کے لئے رضائے الٰہی کی نوید ہے اور گنہگاروں کے لئے بخشش ومغفرت کا وعدہ ہے اور فرمانبرداروں کے لئے قبولیت کی ضمانت ہے اور بھروسہ اور توکل کرنے والوں کے لئے محبت والفت الٰہی کے ملنے کی خوشخبری ہے اور صادقین کے لئے جودو نوال اور عطاوکرم کی بشارت ہے۔

آگے بڑھیے، اپنے پیچھے آنے والوں کا انتظار نہ کیجئے، دامن مراد بھریئے، رحمتِ خداوندی اپنی تمام ترجلوہ سامانیوں کے ساتھ آپ کے دروازے پر دستک دے رہی ہے۔ وہ خود نچھاور ہونا چاہتی ہے، وہ تمہارے انتظار میں ہے۔ کشکول طلب بڑھایئے، رحمت ونور سے جھولی بھر جائے گی۔

جانے تک وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا یہ وہ مہینہ ہے جس کے اول میں رحمت درمیان میں بخشش اور آخر میں آگ سے آزادی ہے جو اس مہینہ میں اپنے غلام سے نرمی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور آگ سے آزاد کردے گا"۔

(مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ص: ۱۷۳)

دوزخ سے آزادی اور جنت میں داخلے کا مہینہ:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کردیے جاتے ہیں دوزخ کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں کہ ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں کہ ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور غیبی پکارنے والا پکارتا ہے اے بھلائی چاہنے والے آ......اور اے برائی چاہنے والے باز آجا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگ آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں اور یہ ہر رات ہوتا ہے

(مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ص: ۱۷۳)

جنت کا ایک دروازہ صرف روزہ داروں کے لئے ہے:

جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک دروازے کا نام ہے "باب الریان" عربی زبان میں دروازے کو باب کہتے ہیں اور ریان کا مطلب ہے تروتازگی، سیرابی، سبزی، یہ دروازہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف روزہ داروں کے لیے خاص فرمایا ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ روزہ رکھنے والے وہ افراد جو جان بوجھ کر روزہ نہیں رکھتے اگر وہ رحمت الٰہی اور شفاعت مصطفوی کی برکت سے جنت میں چلے بھی گئے تو وہ پھر بھی اس دروازے سے داخل نہیں ہوسکتے اس لئے کہ یہ دروازہ صرف روزہ داروں

رمضان میں شیاطین قید کردئے جاتے ہیں:

شیطان، انسان کا کھلا دشمن ہے۔ وہ اولاد آدم سے ہر وہ کام کروانے کی کوشش کرتا ہے جو اس کو اللہ سے دور کردے کیونکہ اس نے انسان کو بہکانے کی اور گمراہ کرنے کی قسم کھائی ہے، اور اپنے لئے مہلت مانگی ہے۔ وہ اور اس کی ذریت طرح طرح کے وسوسات سے انسانوں کو اپنا آلۂ کار بنانے میں مصروف عمل رہتے ہیں مگر رمضان المبارک میں اللہ کا فضل وکرم اس طرح ہمارے شامل حال ہوتا ہے کہ شیاطین اور سرکش جن قید کردئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَۃٍ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَمَرَدَۃُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْھَا بَابٌ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْھَا بَابٌ وَیُنَادِیْ مُنَادٍ یَاَیَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَابَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰہِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذَالِکَ کُلُّہٗ لَیْلَۃٍ

(مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ص:۱۷۳)

جب رمضان کے مہینے کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کردئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں کہ ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں جن میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے بھلائی چاہنے والے! آ اور اے برائی چاہنے والے! باز آ، اور اللہ کی طرف سے لوگ آزاد کئے جاتے ہیں اور یہ ہر رات ہوتا ہے۔

رمضان کے لئے جنت سجائی جاتی ہے:۔

اعزاز واکرام اور جود ونوال کے بڑے خوبصورت اور پرزور مظاہرے پورا سال

کون رہا ہے؟ فرشتے! تو کیسے سجائی جاتی ہے اس کی سجاوٹ ہمارے گمان سے بالاتر ہے، پھر خاص قسم کی ہوا چلتی ہے وہ بھی عرش کی نیچے سے، پھولوں اور خوشبوؤں سے معطر ہو کر حوروں پر پہنچتی ہے اور پھر حوروں کی دعا تو دیکھئے کہ ایسے خاوند عطا کر جو محبت کرنے والے ہوں ہماری آنکھیں ان سے ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں، پتہ چلا کارخانہ قدرت میں بھی رمضان المبارک انوکھی اور نرالی نعمت ہے۔

رمضان المبارک سیّد الشہور ہے

اللہ رب العزت کے ہاں سال کے مہینوں کی تعداد بارہ ہے چار مہینے ان میں سے حرمت والے ہیں، بعض ایام کو بعض خصوصیات کی وجہ سے فضیلت اور بلند درجہ حاصل ہے، جیسے جمعۃ المبارک ہے سید الایام کہلاتا ہے، شب قدر ہے، قرآن کے نزول نے اس شب کو ہزار مہینے کی راتوں سے افضل بنا دیا ہے لیلۃ البرائۃ کہلاتی ہے، سوموار کا دن ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن ہے، میلاد النبی کا دن کہلاتا ہے، خود نبی اکرم ﷺ نے اس دن روزہ بھی رکھا ہے اسی طرح جمعۃ المبارک کی رات ہے بقیہ راتوں سے افضل مانی جاتی ہے وجہ یہ کہ نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پشتِ عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رحم آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں منتقل ہوا اس طرح رمضان المبارک کا مہینہ تمام مہینوں کا سردار ہے، بعض کتابوں میں اس طرح بیان ہوا ہے۔

سید البشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔
سید العرب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
سید الفارس حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ ہیں۔
سید الروم حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ ہیں۔
سید الحبش حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔

۱......وَلَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَاللهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ

روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے

۲......وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْحِيْتَانُ حَتّٰى يُفْطِرُوْا

اوران کے لئے (دریا اور سمندر) کی مچھلیاں بخشش طلب کرتی رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ افطار کر لیتے ہیں۔

۳......وَيُزَيِّنُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ كُلَّ يَوْمٍ جَنَّةً ثُمَّ يَقُوْلُ يُوْشِكُ عِبَادِىَ الصَّالِحُوْنَ اَنْ يُّلْقُوْا عَنْهُمُ الْمُؤْنَةَ وَيُصِيْرُوْا اِلَيْكَ

اور اللہ تعالیٰ ہر روز جنت کو ان کے لئے آراستہ فرماتا ہے پھر فرماتا ہے قریب ہے کہ میرے نیکوکار بندے مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تمہاری طرف آئیں۔

۴......وَتُصَفَّدُ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ فَلَا يَصِلُوْا فِيْهِ اِلٰى مَا كَانُوْا يَصِلُوْنَ اِلَيْهِ فِىْ غَيْرِهٖ

اوراس میں سرکش شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے وہ اس مہینے میں ان برائیوں تک نہیں پہنچ سکتے جن برائیوں تک غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں۔

۵......وَيُغْفَرُ لَهُمْ فِىْ آخِرِ لَيْلَةٍ

اوراس مہینے کی آخری شب میں ان کو بخش دیا جاتا ہے۔

قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللهِ اَهِىَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ

عرض کیا گیا یارسول اللہ کیا وہ شب قدر ہے۔

قَالَ لَا وَلٰكِنِ الْعَامِلُ اِنَّمَا يُوَفّٰى اَجْرُهٗ اِذَا قَضٰى عَمَلَهٗ

فرمایا نہیں اورلیکن حقیقت یہ ہے کہ مزدور کو اس کی مزدوری اسی وقت دے دی جاتی ہے جب وہ کام پورا کر لیتا ہے۔

رمضان نعمت کا مہینہ ہے۔

رجب عبادت کا مہینہ ہے۔

شعبان زہد کا مہینہ ہے۔

رمضان ثواب کا مہینہ ہے۔

رجب میں نیکیاں دوگنا ہوتی ہیں۔

شعبان میں برائیاں دور کی جاتی ہیں۔

رمضان میں کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے۔

رجب سبقت لے جانے والوں کا مہینہ ہے۔

شعبان میانہ روی اختیار کرنے والوں کا مہینہ ہے۔

رمضان گناہ گاروں کی بخشش کا مہینہ ہے۔

(غنیۃ الطالبین)

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں:

فطرت نے جن کی خلقت و جبلت میں سعادت رکھی ہوتی ہے ان کو نیکی کر کے ایک عجیب سی خوشی اور فرحت محسوس ہوتی ہے، نیکی کا کوئی موقعہ وہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے چاہے ان کو اس کی کتنی ہی قیمت چکانی پڑ جائے نیکی کرنا ان کی عادت کا حصہ بن جاتا ہے اور نیکی کر کے وہ فرحت محسوس کرتے ہیں مگر روزہ داروں کے لئے ایک نہیں بلکہ دو خوشیاں ہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ حِیْنَ یُفْطِرُ وَحِیْنَ یَلْقٰی رَبَّهٗ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَاللّٰهِ رِیْحِ مِنَ

روزہ ڈھال ہے

اور ایک روایت میں ہے

اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ مَالَمْ یَخْرُقْھَا

(سنن نسائی مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۱۱)

روزہ ڈھال ہے جب تک کہ اس کو پھاڑا نہ جائے

روزہ رکھنے والا دوزخ سے کس قدر دور کیا جاتا ہے اس کا اندازہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ زَحْزَحَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا.

(سنن ابن ماجہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۲۳)

جس شخص نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو ستر سال کی راہ سے دوزخ سے دور کردیتا ہے

ذرا غور فرمایئے جو شخص ایک روزہ اللہ کے لئے رکھے وہ ستر سال کی راہ سے دوزخ سے دور کردیا جاتا ہے اور جو شخص پورا مہینہ رمضان المبارک کے روزے رکھے اس کے دوزخ سے دور ہونے کا کیا حال ہے

حضرت ابو امامہ باھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ یہ حدیث پڑھئے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ جَعَلَ اللّٰہُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّارِ خَنْدَقًا کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ. (ترمذی)

جس شخص نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک خندق بنا دیتا ہے جیسے زمین اور آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا. (ابراهيم: ٣٤)

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو نہ شمار کر سکو اس کا

اس کی عطا کردہ نعمتوں کا شمار کرنا انسان کی طاقت سے باہر ہے، ان ہی نعمتوں میں سے صحت ہے، دولت ہے، حسن ہے، علم ہے، مال ہے، وغیرذالک انسان ان نعمتوں کا جتنا بھی شکرادا کرے کم ہے اور شکر کی بہت سی صورتوں میں سے ایک صورت یہ بھی ہے کہ رضائے الٰہی کی خاطر ان کو دوسروں کے لئے خرچ کرے، مال ودولت کا شکرانہ اللہ کی راہ میں صدقہ وخیرات کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا ہے، یعنی یوں کہئے ہر شے کی ایک زکوٰۃ ہے، مال ودولت کی زکوٰۃ صدقہ وخیرات ہے، علم کی زکوٰۃ یہ ہے کہ اسے دوسروں تک پہنچایا جائے، اور صحت وتندرستی کی زکوٰۃ یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں بھوک اور پیاس برداشت کی جائے۔

زکوٰۃ ادا کرنے سے مال پاک ہو جاتا ہے، خرچ کرنے سے علم اور پروان چڑھتا ہے، بھوک اور پیاس برداشت کرنے اور روزہ رکھنے سے باطنی صفائی ہو جاتی ہے اس لیے روزہ کو جسم کی زکوٰۃ فرمایا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لِكُلِّ شَيۡءٍ زَكٰوةٌ وَزَكٰوةُ الۡجَسَدِ اَلصَّوۡمُ

(سنن ابن ماجه مطبوعه قدیمی کتب خانه کراچی ۱/۱۲۵)

ہر شے کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے

اور ایک روایت میں ہے:

اَلصِّيَامُ نِصۡفُ الصَّبۡرِ

روزہ آدھا صبر ہے۔

لڑے تو اسے یہ کہنا چاہیئے کہ میں روزے سے ہوں۔

روزہ دار کے لئے ہر شئے دعا کرتی ہے:

ایک حدیث میں آقائے دوعالم، فخرِ آدم وبنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب مومن ماہِ رمضان میں بیدار ہوتا ہے اور پڑا کروٹیں بدلتا ہے اور ذکرِ خدا میں لگا رہتا ہے تو اُسے فرشتہ کہتا ہے کہ اُٹھ خدا تجھ پر رحم کرے پس جب وہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے تو اِس کا بچھونا اِس کے لئے دعا کرتا ہے اے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے کپڑے عطا فرما اور جب وہ جوتا پہنتا ہے تو وہ اُس کے لئے دعا کرتا ہے اے اللہ تعالیٰ! اِس کے قدم پُل صراط پر ثابت قدم رکھنا اور جب وہ برتن لیتا ہے تو وہ اِس کے لئے دعا کرتا ہے اے اللہ! اِس کو جنت کے آبخورے عطا فرما، اور جب وضو کرتا ہے تو پانی اِس کے لئے دعا کرتا ہے اے اللہ! اس کو گناہوں اور خطاؤں سے پاک اور صاف کردے اے اللہ! اس کی لحد کو منور کردے اور اس پر اس کی قبر کشادہ کی جاتی ہے اور خدا اس کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے اور فرماتا ہے اے بندے! تیری جانب سے دعا ہے اور ہماری جانب سے قبولیت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے اور اس کی سانسیں تسبیح ہیں اور اس کی دعا مقبول ہے اور اِس کے گناہ بخشے ہوئے ہیں اور اس کے عمل دوچند ہوتے ہیں۔

(نزھت المجالس)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ هٰذَا الشَّهۡرَ قَدۡ حَضَرَكُمۡ وَفِيۡهِ لَيۡلَةٌ خَيۡرٌ مِنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ مَنۡ حَرَمَهَا فَقَدۡ حَرَمَ الۡخَيۡرَ كُلَّهٗ وَلَا يَحۡرُمُ خَيۡرَهَا اِلَّا مَحۡرُوۡمٌ.

رمضان آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مہینہ آیا اِس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اِس سے محروم رہا وہ ہر چیز سے محروم رہا اور اِس

☆......جس نے نیکی کا ارادہ کیا مگر عمل نہ کیا تو اِس کو ایک نیکی کا بدلہ دیا جائے گا۔

☆......جس نے نیکی کی اُسے دس گنا ثواب ملے گا

☆......جس نے ربّ کے راستے میں خرچ کیا اِس کو سات سو کا ثواب ملے گا ایک درہم کا سات سو درہم اور ایک دینار کا ثواب سات سو دینار

☆ اور روزہ اللہ عزوجل کے لئے ہے اِس کا ثواب اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا

(بیھقی شریف)

جن کی دعا قبول ہوتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تین شخصوں کی دُعا ردّ نہیں کی جاتی۔

۱......روزہ دار کی افطاری کے وقت

۲......عادل بادشاہ کی

۳......مظلوم کی

اس کو اللہ تعالیٰ اَبر سے اوپر بلند کرتا ہے اور اِس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ تھوڑے زمانے بعد۔

(ترمزی ، ابن ماجہ ،ابن حبان)

ہر روز جہنم سے آزادی ملتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کرتے اِس کی وجہ صرف یہی ہے کہ خدا کے حکم کی عزت وعظمت تمہارے دل میں اِس قدر جاگزیں ہے کہ کوئی جذبہ بھی اِس پر غالب نہیں آسکتا اور روزہ ہی اِس کی عظمت اور ہیبت الٰہی کے دل میں قائم ہونے کا سبب بنا اب جب حلال چیزیں تم نے اپنے ربّ کے حکم سے ترک کردیں تو وہ چیزیں جن کو تمہارے رب نے ہمیشہ کے لئے تم پر حرام کردیا ہے (یعنی چوری، رشوت، بددیانتی، لوٹ مار، ڈاکہ زنی، قتل وغارت شراب نوشی، زنا وغیرہ) اگر یہ مراقبہ پورا ہوا جائے تو کیا تم اِن کا ارتکاب کرسکتے ہو؟ نہیں ہرگز نہیں، مہینہ بھر کی اِس مشق کا مقصد یہی ہے کہ تم سال کے بقیہ گیارہ مہینوں کو بھی اللہ سے ڈرتے ہوئے یونہی گزار دو۔

جو لوگ روزہ تو رکھ لیتے ہیں لیکن جھوٹ، غیبت، چغل خوری، نظربازی وغیرہ سے باز نہیں آتے اِن کے متعلق حضور آقائے نامدار، مدنی تاجدار، حبیب کردگار، نور الانوار، سرالاسرار، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں اعلان فرمادیا ہے کہ:

مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْجَھْلِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَا حَاجَةَ لِلّٰہِ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ۔

(سنن ابن ماجہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص: ۱۲۱)

یعنی جو جھوٹ بولنا اور جہالت کی باتیں کرنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی حاجت نہیں کہ اس کے لئے کوئی کھانا پینا چھوڑ دے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ:

روزہ سپر ہے جب تک کہ اِسے پھاڑا نہ گیا ہو عرض کی گئی کس چیز سے پھاڑے گا فرمایا جھوٹ سے۔

سے ایسی بات سنی کہ پہلے کبھی نہ سنتے تھے فرمایا: جبرائیل امین میرے پاس آئے اور عرض کیا کہ وہ شخص ہلاک ہو جس نے رمضان کو پایا اوراپنی مغفرت نہ کرائی میں نے کہا آمین، جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو جبرائیل نے کہا وہ شخص ہلاک ہو جس کے پاس میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجے پر چڑھا تو جبریل نے کہا کہ وہ شخص ہلاک ہو جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپا آجائے اِن کی خدمت کر کے جنت میں نہ جائے میں نے کہا آمین۔

(مستدرک حاکم مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان ۲۱۳/۵)

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

۵......ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھانے سے دن کے روزے پر استعانت کرو اور قیلولہ سے رات کے قیام پر۔ (ابن ماجہ)

۶......حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ سحری تناول فرمارہے تھے۔ ارشاد فرمایا یہ برکت ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہے اسے نہ چھوڑنا۔

(سنن نسائی)

۷......عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تین شخصوں پر کھانے میں ان شاء اللہ حساب نہیں جبکہ حلال کھایا ہو۔

۱......روزہ دار

۲......سحری کھانے والا

۳......سرحد پر گھوڑا باندھنے والا

(طبرانی کبیر)

۸......ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کُل کی کُل برکت ہے اسے نہ چھوڑنا اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

(مسند امام احمد)

۹......سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔

(بخاری، مسلم، ترمذی)

۱۰......سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت، میری سنت پر رہے گی جب تک افطار میں ستاروں کا انتظار نہ

۱۷......سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے حلال کھانے یا پانی سے روزہ افطار کرایا فرشتے رمضان المبارک کے مہینے کے اوقات میں اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام شب قدر میں اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے جو حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور شب قدر میں جبرائیل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جو روزہ دار کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا۔

روزہ افطار کرنے کی نیت:

حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ۔ (ابو داود)

ترجمہ: اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے رزق سے افطار کرتا ہوں۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

مسئلہ:

کھانے، پینے، جماع کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔

(عامہ کتب)

مسئلہ:

حقہ، سگار، سگریٹ، چرٹ، وغیرہ سے روزہ جاتا رہتا ہے اگر چہ اپنے خیال میں حلق تک دھواں پہنچاتا ہو، بلکہ پان یا صرف تمباکو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہے گا اگر چہ پیک تھوک دی ہو کہ اس کے باریک اجزا ضرور حلق میں پہنچتے ہیں۔

(بہار شریعت)

مسئلہ:

شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں منہ میں رکھی اور تھوک نگل گیا تو روزہ جاتا رہا۔ یونہی دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے کے برابر یا زیادہ تھی اسے کھا گیا یا کم ہی تھی مگر منہ سے نکال کر پھر کھالی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر یا کم ہی تھا مگر اس کا مزا حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا تو نہیں۔

(درمختار)

مسئلہ:

روزے کی حالت میں دانت نکلوایا اور خون نکل کر حلق سے نیچے اترا اگر چہ سونے میں ایسا ہوا تو روزہ کی قضا واجب ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ:

کوئی چیز پاخانہ کے مقام پر رکھی اگر اس کا دوسرا سرا باہر ہے تو روزہ نہیں ٹوٹا ورنہ جاتا رہا لیکن اگر وہ تر ہے اور اس کی رطوبت اندر پہنچی تو مطلقا جاتا رہا یہی حکم شرمگاہ زن کا ہے۔ شرمگاہ سے مراد یہاں فرج داخل ہے۔ یونہی اگر ڈورے میں بوٹی باندھ

مسئلہ:

کلی کررہاتھا کہ بلاقصد پانی حلق سے نیچے اتر گیایاناک میں پانی چڑھایااوردماغ کو چڑھ گیاروزہ جاتارہا،مگر جب کہ روزہ دار ہونا بھول گیاہوتو نہ ٹوٹے گااگرچہ قصداً ہو یونہی کسی نے روزہ دار کی طرف کوئی چیز پھینکی وہ اس کے حلق میں چلی گئی روزہ جاتا رہا۔(عالمگیری)

مسئلہ:

سوتے میں پانی پی لیایا کچھ کھالیایا منہ کھولاتھا اور پانی کا قطرہ یااولاحلق میں چلاگیاروزہ جاتارہا۔(عالمگیری،جوہرہ)

مسئلہ:

دوسرے کاتھوک نگل گیایااپنی ہی تھوک ہاتھ میں لے کرنگل گیاروزہ جاتارہا۔
(عالمگیری)

مسئلہ:

منہ میں رنگین ڈورارکھا جس سے تھوک رنگین ہوگیا پھر تھوک نگل گیا روزہ جاتا رہا۔(عالمگیری)

مسئلہ:

ڈورابٹااسے تر کرنے کے لئے منہ پر گذارا پھر سہ بارہ یونہی کیاروزہ نہ جائے گا مگر جبکہ ڈورے سے جدا ہو کر کچھ رطوبت منہ میں رہی اور تھوک نگل گیاروزہ جاتارہا۔
(جوہرہ)

مسئلہ:

آنسو منہ میں چلاگیااور نگل گیااگر قطرہ دو قطرہ ہے تو روزہ نہ گیااورزیادہ تھا کہ نمکینی پورے منہ میں محسوس ہوئی روزہ جاتارہا۔پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔(عالمگیری)

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

۱......ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس روزہ دار نے بھول کر کھایا یا پیا وہ اپنے روزے کو پورا کرے کہ اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا۔ (بخاری، مسلم)

۲......ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر قے نے غلبہ کیا اس پر قضا نہیں اور جس نے قصداً قے کی اس پر روزہ قضا ہے۔ (ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ)

۳......انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی میری آنکھ میں مرض ہے کیا روزے کی حالت میں سرمہ لگاؤں؟ فرمایا، ہاں۔ (جامع ترمذی)

۴......ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں روزہ نہیں توڑتیں۔ پچھنے، قے اور احتلام۔

نوٹ :

یہاں پر یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اس باب میں ان چیزوں کا بیان ہے جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا جس طرح کہ عنوان سے ظاہر ہے رہی یہ بات کہ ان چیزوں سے روزہ بے نور ہوتا ہے یا نہیں۔ یا یہ کہ یہ چیزیں مکروہ ہیں یا نہیں ، یا یہ کہ یہ چیزیں روزے کی حالت میں جائز ہیں یا ناجائز ، اس سے اس باب کو تعلق نہیں ان سب چیزوں کا بیان اپنے اپنے مقام پر ہوگا۔

ہے اور اگر روزہ دار ہونا یاد ہو اور حقہ پینے والا اگر پیئے گا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔

(در مختار ، ردالمحتار)

مسئلہ:

بھری سنگی لگوائی یا تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا۔اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزا حلق میں محسوس ہوتا ہو بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو جب بھی نہیں ٹوٹا۔

(جوھرہ ، ردالمحتار)

مسئلہ:

بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا یونہی عورت کی طرف بلکہ اس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور انزال ہو گیا اگرچہ بار بار نظر کرنے یا جماع وغیرہ کا خیال کرنے سے انزال ہوا اگرچہ دیر تک خیال جمانے سے ایسا ہوا ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹا۔(جوہرہ،درمختار)

مسئلہ:

غسل کیا اور پانی کی خنکی اندر محسوس ہوئی یا کلی کی اور پانی باہر پھینک دیا صرف کچھ تری منہ میں باقی رہ گئی تھی تھوک کے ساتھ اسے نگل گیا یا دوا کوٹی اور حلق میں اس کا مزہ محسوس ہوا یا ہڑ چوسی اور تھوک نگل گیا مگر تھوک کے ساتھ ہڑ کا کوئی جز حلق مین نہ پہنچایا کان میں پانی چلا گیا یا تنکے سے کان کھجایا اور تنکے پر کان کا میل لگ گیا پھر وہی میل لگا ہوا تنکا کان میں ڈالا اگرچہ چند بار کیا ہو یا دانت یا منہ میں خفیف چیز بے معلوم سی رہ گئی کہ لعاب کے ساتھ خود ہی اتر جائے گی وہ اتر گئی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق تک پہنچا۔مگر حلق سے نیچے نہ اترا تو ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹا۔

(درمختار ، فتح القدیر)

مسئلہ:

روزہ دار کے پیٹ میں کسی نے تیر بھونک دیا، اگرچہ اس کی بھال یا پیکان پیٹ

مسئلہ:

غیر سبیلین میں جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو روزہ نہ ٹوٹے گا یونہی ہاتھ سے منی نکالنے میں اگر چہ سخت حرام ہے کہ حدیث میں اسے ملعون فرمایا۔ (درمختار)

مسئلہ:

چوپایہ یا مردہ سے جماع کیا اور انزال نہ ہوا تو روزہ نہ گیا اگر انزال ہوا تو جاتا رہا جانور کا بوسہ لیا یا اس کی فرج کو چھوا تو روزہ نہ گیا اگر چہ انزال ہو گیا۔ (درمختار)

مسئلہ:

احتلام ہوا یا غیبت کی تو روزہ نہ گیا اگر چہ غیبت سخت کبیرہ گناہ ہے قرآن مجید میں غیبت کرنے کی نسبت فرمایا۔ جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا اور حدیث میں فرمایا غیبت زنا سے بھی سخت تر ہے اگر چہ غیبت کی وجہ سے روزہ کی نورانیت جاتی رہتی ہے
(در مختار ، بھار شریعت)

مسئلہ:

جنابت کی حالت میں صبح کی بلکہ اگر سارا دن جنب رہا روزہ نہ گیا مگر اتنی دیر تک جان بوجھ کر غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ و حرام ہے۔
حدیث شریف میں فرمایا کہ جنب جس گھر میں ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (درمختار، بہار شریعت)

مسئلہ:

تل یا تل کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق مین اتر گئی تو روزہ نہ گیا مگر جب کہ اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ جاتا رہا۔ (فتح القدیر)

☆☆☆............☆☆☆............☆☆☆

مسئلہ:

مسافر بعد صبح کے ضحوۂ کبریٰ سے پہلے وطن کو آیا اور روزہ کی نیت کرلی پھر توڑ دیا یا مجنون اس وقت ہوش میں آیا اور روزے کی نیت کر کے پھر توڑ دیا تو کفارہ نہیں۔

(عالمگیری)

مسئلہ:

کفارہ لازم ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو جو روزہ کے منافی ہو یا بغیر اختیار ایسا امر نہ پایا گیا ہو جس کی وجہ سے افطار کرنے کی رخصت ہوتی مثلاً عورت کو اسی دن میں حیض یا نفاس آ گیا یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن میں ایسا بیمار ہو گیا جس میں روزہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ ساقط ہے اور سفر سے کفارہ ساقط نہ ہوگا کہ یہ اختیاری امر ہے یونہی اگر اپنے آپ کو زخمی کرلیا اور حالت یہ ہوگئی کہ روزہ نہیں رکھ سکتا کفارہ ساقط نہ ہوگا۔ (جوہرہ)

مسئلہ:

وہ کام کیا جس سے کفارہ واجب ہوتا ہے پھر بادشاہ نے سفر پر مجبور کیا کفارہ ساقط نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ:

مرد کو مجبور کر کے جماع کرایا یا عورت کو مرد نے مجبور کیا پھر اثنائے جماع میں اپنی خوشی سے مشغول رہا یا رہی تو کفارہ لازم نہیں کہ روزہ تو پہلے ہی ٹوٹ چکا ہے۔ (جوہرہ)

نوٹ:

مجبوری سے مراد یہ نہیں کہ ذرا سا کسی نے دھمکایا یا ڈرایا یا ضد کی بلکہ مجبوری سے مراد یہاں اکراہ شرعی ہے جس میں قتل یا عضو کاٹ ڈالنے یا ضرب شدید لگانے کی دھمکی دی جائے اور روزہ دار کو یقین ہو کہ اگر میں اس کا کہا نہ مانوں گا تو جو کہتا ہے کر گذرے گا۔

مسئلہ:

نجس شوربے میں روٹی بھگو کر کھائی یا کسی کی کوئی چیز غصب کر کے کھائی تو کفارہ واجب ہے اور تھوک میں خون غالب ہو نگل گیا یا خون پی لیا تو کفارہ نہیں۔

(جوھرہ)

مسئلہ:

کچی بہی کھائی، یا پستہ یا اخروٹ مسلم یا خشک بادام مسلم نگل لیا یا چھلکے سمیت انڈا یا چھلکے سمیت انار کھالیا تو کفارہ نہیں اور خشک بادام اگر چبا کر کھایا اور اس میں مغز بھی ہو تو کفارہ ہے اور مسلم نگل لیا تو نہیں اگرچہ پھٹا ہو اور تر بادام مسلم نگلنے میں بھی کفارہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ:

چنے کا ساگ کھایا تو کفارہ واجب ہے یہی حکم درخت کے پتوں کا ہے جب کے کھائے جاتے ہوں ورنہ نہیں۔ (بہار شریعت)

مسئلہ:

خربزہ یا تربز کا چھلکا کھایا اگر خشک ہو یا ایسا ہو کہ لوگ اس کے کھانے سے گھن کرتے ہوں تو کفارہ نہیں ورنہ ہے کچے چاول، باجرا، مسور، مونگ، کھائی تو کفارہ نہیں یہی حکم کچے جو کا ہے اور بھنے ہوئے ہوں تو کفارہ لازم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ:

تل یا تل برابر کوئی کھانے کی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر بغیر چبائے نگل گیا تو روزہ گیا اور کفارہ واجب۔

(در مختار)

آیا تو کفارہ ساقط ہوگیا، اسی طرح اگر یقین تھا کہ آج دشمن سے لڑنا ہے اور روزہ توڑ ڈالا اور لڑائی نہ ہوئی تو کفارہ واجب نہ ہوا۔ (درمختار)

روزہ توڑنے کا کفارہ

روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ممکن ہو سکے تو لونڈی یا غلام آزاد کرے اور اگر یہ نہ کر سکے (اور نہ کر سکنے کی صورت یہ ہے کہ اس کے پاس نہ غلام ہے نہ لونڈی اور نہ اتنا مال ہے کہ خرید سکے یا یہ کہ مال تو رکھتا ہے مگر رقبہ میسر نہیں جس طرح کہ آج کل کے زمانے میں ہمارے ملکوں میں ایسا ہونا ممکن نہیں ہے) تو پے در پے ساٹھ روزے اس طرح رکھے کہ درمیان میں کوئی ناغہ نہ ہو یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مساکین کو دو وقت کا پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے۔ یاد رہنا چاہئے کہ روزہ کی صورت میں اگر درمیان میں ایک دن کا بھی چھوٹ گیا تو پھر سے ساٹھ روزے رکھے پہلے کے روزے شمار نہ ہوں گے اگرچہ انسٹھ روزے رکھ چکا ہو، اگرچہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب چھوٹا ہو مگر عورت کو حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے شمار نہ ہوں گے یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعد والے روزے دونوں مل کر ساٹھ ہو جانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (اخذ مفہوم از بہار شریعت بحوالہ کتب کثیرہ)

مسئلہ:

دو روزے توڑے تو دونوں کے لئے دو کفارے دے اگرچہ پہلے کا ابھی کفارہ ادا نہ کیا ہو۔ (ردالمحتار)

مسئلہ:

جو دو روزے توڑے گئے وہ دونوں دو رمضان کے ہوں اور اگر ایک ہی رمضان کے ہوں اور پہلے کا کفارہ ادا نہ کیا ہو تو ایک ہی کفارہ دونوں کے لئے کافی ہے۔

(جوہرہ)

مسئلہ:

روزے رکھنے پر بھی اگر قدرت نہ ہو کہ بیمار ہے اور اچھا ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلادے اور یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلادے یا متفرق طور پر مگر شرط یہ ہے کہ اس اثنا میں روزے رکھنے پر قدرت حاصل نہ ہو ورنہ کھلانا صدقہ نفل ہوگا اور کفارے میں روزے رکھنے ہوں گے اور اگر ایک وقت ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا یا دوسرے وقت ان کے سوا دوسرے ساٹھ کو کھلایا تو ادا نہ ہوا بلکہ ضروری ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کھلائے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ:

شرط یہ ہے کہ جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو ان میں نابالغ غیر مراہق نہ ہو ہاں اگر جوان کی پوری خوراک کا اسے مالک کردیا تو کافی ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ:

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطر یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا ان کی قیمت کا مالک کردیا جائے مگر اباحت کافی نہیں اور انہیں لوگوں کو دے سکتے ہیں جن کو صدقہ فطر دے سکتے ہیں، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صبح کو کھلادے اور شام کیلئے قیمت دے دے یا شام کو کھلادے اور صبح کو کھانے کی قیمت دیدے یا دو دن صبح کو یا شام کو کھلادے یا تیس کو کھلائے اور تیس کو دیدے غرض یہ کہ ساٹھ کی تعداد میں جس طرح چاہے پوری کرے اس کا اختیار ہے یا پاؤ صاع گیہوں اور نصف صاع جو دیدے یا کچھ گیہوں یا جو دے باقی کی قیمت ہر طرح اختیار ہے۔ (در مختار، ردالمحتار)

مسئلہ:

کھلانے میں پیٹ بھر کر کھلانا شرط ہے اگرچہ تھوڑے ہی کھانے میں آسودہ

وہ صورتیں جن میں صرف قضا لازم ہے

مسئلہ:

یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی کھایا یا پیا یا جماع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی یا کھانے پینے پر مجبور کیا گیا یعنی اکراہ شرعی پایا گیا اگرچہ اپنے ہاتھ سے کھایا ہو تو صرف قضا لازم ہے یعنی اس روزہ کے بدلے میں ایک روزہ رکھنا پڑے گا۔ (درمختار)

مسئلہ:

بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا تھا یا نظر کرنے سے انزال ہوا تھا یا احتلام ہوا تھا یا قے ہوئی ان سب صورتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا اب قصداً کھا لیا تو صرف قضا فرض ہے۔ (درمختار)

مسئلہ:

کان میں تیل ٹپکایا، پیٹ یا دماغ کی جھلی تک زخم تھا اس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی یا حقنہ لیا یا ناک سے دوا چڑھائی یا پتھر، کنکر، مٹی، روئی، کاغذ، گھاس وغیرہ ایسی چیز کھائی جس سے لوگ گھن کرتے ہیں یا رمضان میں بلا نیت روزہ، روزے کی طرح رکھا یا صبح کو نیت نہیں کی یا دن میں زوال سے پہلے نیت کی اور بعد نیت کھا لیا یا روزہ کی نیت کی تھی مگر روزۂ رمضان کی نیت نہ تھی یا اس کے حلق میں مینہ کی بوند یا اولا چلا گیا یا بہت سا پسینہ یا آنسو نگل گیا یا بہت چھوٹی لڑکی سے جماع کیا جو جماع کے قابل نہ تھی یا مردہ یا جانور سے وطی کی یا ران یا پیٹ پر جماع کیا یا بوسہ لیا یا عورت کے ہونٹ چوسے یا عورت کا بدن چھوا اگر کوئی کپڑا حائل ہو مگر پھر بھی بدن کی گرمی محسوس ہوتی ہو اور ان سب صورتوں میں انزال بھی ہو گیا یا ادائے رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ فاسد کر دیا اگرچہ وہ رمضان کی ہی قضا ہو۔ یا عورت روزے دار سو رہی

مسئلہ:

حیض ونفاس والی عورت صبح صادق کے بعد پاک ہوگئی اگر ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر روزہ کی نیت کر لی تو آج کا روزہ نہ ہوا نہ فرض، نہ نفل اور مریض یا مسافر نے نیت کی یا مجنوں تھا ہوش میں آ کر نیت کی تو ان سب کا روزہ ہوگیا۔ (درمختار)

مسئلہ:

صبح سے پہلے یا بھول کر جماع میں مشغول تھا صبح ہوتے ہی یا یاد آنے پر فوراً جدا ہوگیا تو کچھ نہیں اور اسی حالت پر رہا تو قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ:

میت کے روزے قضا ہوگئے تو اس کا ولی اس کی طرف سے فدیہ ادا کر دے یعنی جبکہ وصیت کی اور مال چھوڑا ہو ورنہ ولی پر ضروری نہیں کر دے تو بہتر ہے۔

(کتب کثیرہ)

فوت شدگان کو ان کی وفات کے بعد فائدہ کون کون سے اعمال سے پہنچ سکتا ہے اس موضوع پر مؤلف کتاب ہذا کی کتاب حسن المعاقبۃ بایصال ثواب العبادۃ کا مطالعہ کیجئے جس میں ایصالِ ثواب کی مروجہ طرزوں پر مکمل روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ مختصر مگر جامع کتاب آپ کو اس موضوع پر دیگر کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دے گی۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

فرمایا جوان تھے۔

(ابو داود)

٦......عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے بے شمار بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں مسواک کرتے دیکھا۔

(ابو داود، ترمذی)

مسئلہ:

جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بے ہودہ بات کہنا، کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز وحرام ہیں روزے میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ میں کراہیت آتی ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ:

روزہ دار کے لئے کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے۔

چکھنا اور چبانا

چکھنے کے لئے عذر یہ ہے کہ عورت کا شوہر یا باندھی، غلام کا آقا بدمزاج ہے کہ نمک کم وبیش ہوگا تو اس کی ناراضی کا باعث ہوگا اسی وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں۔

چبانے کے لئے یہ عذر ہے کہ اتنا بچہ کہ روٹی نہیں کھاسکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اسے کھلائی جائے نہ حیض ونفاس والی یا کوئی اور بے روزہ ایسا ہے جو چبا کر اسے دے تو بچہ کے کھلانے کے لئے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔

(در مختار)

چکھنے کے وہ معنی نہیں جو آج کل عام محاورہ ہے یعنی کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کے لئے اس میں سے تھوڑا سا کھالینا کہ یوں ہو تو کراہیت کیسی روزہ ہی جاتا رہا بلکہ کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا بلکہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان

مسئلہ:

روزے دار کے لئے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے، کلی میں مبالغہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بھر منہ پانی لے اور وضو اور غسل کے علاوہ ٹھنڈک پہنچانے کی غرض سے کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا یا ٹھنڈ کے لئے نہانا بلکہ بدن پر بھیگا کپڑا لپیٹنا مکروہ نہیں ہاں اگر پریشانی ظاہر کرنے کے لئے بھیگا کپڑا لپیٹا تو مکروہ ہے کہ عبادت میں دل تنگ ہونا اچھی بات نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ:

پانی کے اندر ریاح خارج کرنے سے روزہ نہیں جاتا مگر مکروہ ہے اور روزے دار کو استنجی میں مبالغہ کرنا بھی مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ:

منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی ناپسند ہے اور روزہ میں مکروہ ہے۔

(عالمگیری)

مسئلہ:

رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں جس سے ایسا ضعف آ جائے کہ روزہ توڑنے کا ظن غالب ہو لہذا نان بھائی کو چاہیئے کہ دوپہر تک روٹی پکائے پھر باقی دن میں آرام کرے۔ (درمختار)

یہی حکم معمار اور مزدور اور مشقت کے کام کرنے والوں کا ہے زیادہ ضعف کا اندیشہ ہو تو کام میں کمی کر دیں کہ روزہ ادا کر سکیں۔ (بہار شریعت)

تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دائی۔

(در مختار)

بیمار کو بیماری بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے یا خادمہ کو نا قابل برداشت کمزوری کا غالب گمان ہو تو ان سب کو اجازت ہے کہ اس دن میں روزہ نہ رکھیں بعد میں رکھ لیں۔

(جوہرہ، در مختار)

مسئلہ...... جو صورتیں اوپر بیان ہوئی ہیں ان میں غالب گمان کا اعتبار ہے محض وہم و خیال کافی نہیں اور غالب گمان کی تین صورتیں ہیں۔

۱...... اس کی ظاہری نشانی پائی جائے۔

۲...... یا اس کا ذاتی تجربہ ہو۔

۳...... یا کسی مسلمان ماہر طبیب نے جس کی رائے عوام و خواص میں معتبر سمجھی جاتی ہو اس نے خبر دی ہو۔

اور اگر نہ کوئی علامت ہو اور نہ تجربہ، نہ اس قسم کے طبیب نے اسے بتایا بلکہ کسی کافر یا نا قابل اعتماد طبیب خواہ ڈاکٹر کے کہنے سے روزہ چھوڑ دیا تو خواہ مخواہ کا گناہ کمایا اور روزہ رکھ کر اِن کی باتوں میں آ کر توڑ دیا تو کفارہ لازم ہے۔ آج کل اکثر طبیبوں اور ڈاکٹروں کا حال یہ ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر روزوں سے منع کر دیتے ہیں حالانکہ انہیں اتنی بھی تمیز نہیں ہوتی کہ روزہ کس بیماری میں نقصان دیتا ہے اور کہاں مفید ہوتا ہے ایسوں کی ایسی باتیں ہرگز قابل اعتبار نہیں ان کے فریب میں نہ آنا چاہیے۔

(رد المحتار)

مسئلہ:

ایام مخصوصہ والی عورت کو اختیار ہے کہ چھپ کر کھائے یا ظاہراً روزہ دار کی طرح رہنا اس کے لئے ضروری نہیں۔ (جوہرہ)

ہوتے ہیں بعض خوش نصیب اور سعادت مند افراد ایسے بھی ہوتے ہیں جو تقوای و پرہیزگاری کو پانے اور برقرار رکھنے کے لئے ہر روز روزے سے رہنا چاہتے ہیں ان کے لئے سب سے بہتر اور پسندیدہ طریقہ یہ ہے کہ ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھیں جس کو حدیث میں صوم داؤدی کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ چاہے پورا سال اس طرح روزے رکھیں یہ عمل انتہائی پسندیدہ ہے۔ مگر سال میں پانچ دن ایسے ہیں۔

جن دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے

۱......عید الفطر کا ایک دن ۲......عید الاضحٰی کا ایک دن

۳......ایام تشریق کے تین دن یعنی ذوالحجہ کی گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ۔

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

اسلام کے بنیادی ارکان پانچ ہیں، ان میں سے ایک روزہ ہے، شریعت محمدی میں امّت مسلمہ پر رمضان المبارک کے پورے روزے فرض کئے گئے ہیں رمضان المبارک قمری سال کا نواں مہینہ ہے، قمری سال کا آغاز محرم الحرام سے ہوتا ہے اور اختتام ذوالحجہ کے مہینے پر ہوتا ہے۔

رمضان المبارک ہی وہ مبارک ماہِ اقدس ہے جس میں قرآن کا نزول ہوا، اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینے کی راتوں سے افضل ہے، یہی وہ مہینہ ہے جس میں نوافل کا ثواب فرائض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ملتا ہے یہی وہ رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے جس میں جنت کے سارے دروازے کھلتے ہیں اور جہنم کے سارے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے یہی وہ مبارک اور مقدس مہینہ ہے جس کی ہر شب میں طلوع فجر تک آسمانوں میں ندا کی جاتی ہے۔

اے بھلائی کے چاہنے والے آ خوش ہو جا، اور اے برائی کے چاہنے والے باز آ جا، اور عبرت حاصل کر، علاوہ ازیں تمام شب آوازیں آتی ہیں، ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اس کو بخش دیا جائے، ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے ہے کوئی دعا مانگنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے، ہے کوئی دستِ سوال دراز کرنے والا تا کہ اس کو عطا کیا جائے، اس مبارک مہینے میں ربّ کی رحمت خود گنہگاروں کے دروازے پہ آ کر ان کو آواز دیتی ہے کشکول طلب بڑھاؤ، ربّ کی رحمت تم پر برسنا چاہتی ہے اس کی ہر رات میں لاکھوں کے اعتبار سے گنہگاروں کو دوزخ سے آزادی دی جاتی ہے اور جتنے پورے مہینے کی ہر رات میں بخشے جاتے ہیں اِن کی تعداد کے مجموعے کے مطابق آخری رات میں بخشے جاتے ہیں۔

اس مبارک مہینے میں مسلمانوں کا یہ معمول رہتا ہے کہ دن کو روزہ رکھتے ہیں

جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ نِ الْعَاکِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ.

(سورۃالحج ۲۵)

بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے جسے ہم نے لوگوں کے لئے بنایا ہے اس میں برابر حق ہے وہاں پر رہنے والوں کے لئے اور باہر سے آنے والوں کے لئے۔

جبکہ ایک جگہ اس طرح ہے:

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰکِفِيْنَ .(سورۃ الشعراء ۷۱)

انہوں نے کہا ہم بتوں کو پوجتے ہیں اور اِن کی پوجا پر قائم ہیں۔

اعتکاف کا شرعی معنیٰ

اعتکاف کا شرعی معنیٰ سمجھنے کے لئے یہ آیات پڑھیے

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰکِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ.

(سورۃ البقرہ ۱۸۷)

اپنی بیویوں کا جنسی تقرب اور تلذذ حاصل نہ کرو اس حال میں کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کئے ہوئے ہو۔

قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں اس طرح ہے:

اَنْ طَهِّرَا بَيْتِیَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰکِفِيْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ .

(سورۃ البقرہ: ۱۲۵)

میرے گھر کو خوب ستھرا کرو، طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے۔

اصطلاح شرع میں بہ نیت عبادت مسجد میں خاص ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔

مسجد

اعتکاف کے لئے جہاں نیت اور معتکف کا ہونا ضروری ہے وہاں پر اعتکاف کے لئے مسجد کا ہونا بھی ضروری ہے، مسجد کے بغیر کسی جگہ پر ویسے بیٹھ جانے کا نام اعتکاف نہ ہوگا۔ اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ عورت بھی مسجدِ بیت کے بغیر اعتکاف نہ کر سکے گی، اسی طرح معتکف کا مسجد میں رہنا بھی ضروری ہے بغیر حاجت شرعیہ کے مسجد سے جائے گا تو اعتکاف نہ ہوگا۔

شرائطِ اعتکاف

اعتکاف کے لئے کچھ چیزیں ایسی ضروری ہیں کہ بغیر اِن کے اعتکاف ہو ہی نہیں سکتا اِن کو شرائط اعتکاف کہا جاتا ہے۔

مسلمان ہونا

اعتکاف اسلامی عبادت ہے اور یہ مسلمانوں کے لئے خاص ہے اس لئے معتکف کا مسلمان ہونا شرط ہے۔

عاقل ہونا

معتکف کا عاقل ہونا اعتکاف کے لئے شرط ہے وہ شخص جس کے ہوش وحواس قائم نہ ہوں اس کا اعتکاف نہیں، مجنوں، دیوانہ، پاگل سب اسی زمرے میں آتے ہیں البتہ اگر کوئی اللہ کا دیوانہ ہو تو اس کا معاملہ ہی جداگانہ ہے۔

حیض ونفاس سے پاک ہونا

خواتین کے اعتکاف کے لئے اِن کا حیض ونفاس سے پاک ہونا ضروری ہے۔

حیض کسے کہتے ہیں؟

یاد رہنا چاہیے کہ ایام مخصوصہ میں ہر ماہ خواتین کو جو خون آتا ہے اِس کو حیض کہتے ہیں۔

اس زمانے میں بہت سی مساجد ایسی ہیں جن میں نہ امام ہے نہ مؤذن ہے۔

(ردّ المختار)

☆......واجب اور سنت اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے۔(بہار شریعت)

☆......نفلی عبادت کے لئے نہ روزہ شرط ہے نہ وقت کی پابندی ایک گھڑی کے لئے مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتا ہے۔(بہار شریعت)

سب سے افضل اعتکاف

سب سے افضل اعتکاف مسجد حرام یعنی حرم شریف کا اعتکاف ہے، پھر مسجد نبوی کا اعتکاف ہے پھر مسجد اقصیٰ کا اعتکاف ہے پھر اس مسجد کا اعتکاف ہے جہاں بڑی جماعت ہوتی ہے۔

عورت اعتکاف کہاں کرے

احناف کے ہاں عورت کو مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے، چونکہ مسجد ایسی جگہ ہے جہاں پر کسی مسلمان کے آنے کی پابندی نہیں ہے نہ وقت کی نہ افراد کی جبکہ عورت کے لئے پردہ از حد ضروری ہے اور تحفظ کی بھی ہر لحہ ضرورت ہے اس لئے فقہاء کہتے ہیں کہ عورت گھر میں اعتکاف کرے مگر اُس جگہ کرے جس جگہ کو اِس نے نماز پڑھنے کے لئے مقرر کر رکھا ہے، جسے مسجد بیت کہا جاتا ہے اور عورت کے لئے یہ مستحب ہے کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھنے کے لئے جگہ مقرر کرے اور اِسے چاہیے کہ اس جگہ کو پاک اور صاف رکھے۔

(درمختار ، ردّ المحتار)

خواتین کو مساجد میں اعتکاف کرنا جائز ہے یا ناجائز اس سلسلے کی ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے، اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں نقل کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے، میں آپ کے لئے

واجب اعتکاف

واجب اعتکاف وہ ہے جس کی نذر مانی جائے اسے ہر حال میں پورا کرنا ضروری ہے اور اس میں روزہ شرط ہے ہمارے ہاں اس کی کم از کم مدت ایک دن ہے۔

سنّت اعتکاف

سنت اعتکاف وہ ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں کیا جائے۔
یہ بیسویں رمضان کی عصر سے عید کا چاند دیکھنے تک ہے اس میں بھی روزہ شرط ہے۔

اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ

رمضان المبارک کی آخری دھائی میں یعنی بیسویں کی عصر سے عید کا چاند دیکھنے تک جو اعتکاف کیا جاتا ہے یہ سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، سنت مؤکدہ علی الکفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر پوری بستی میں سے کسی نے نہ کیا تو سب سنت کے تارک ہوئے اور اگر ایک خوش نصیب نے بھی کر لیا تو سب کی طرف سے ادا ہو گیا۔
اس اعتکاف کو سنت اعتکاف کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پیارے آقا، فخر آدم وبنی آدم، نور مجسم، شفیع معظم، خلیفۃ اللہ الاعظم، حبیب کبریا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ اِن دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

نفلی اعتکاف

واجب اور سنت مؤکدہ علی الکفایہ اعتکاف کے علاوہ جو اعتکاف کیا جاتا ہے اسے نفلی اعتکاف کہا جاتا ہے اور وہ مستحب ہے اور سنت غیر مؤکدہ ہے۔
اس کے لئے نہ روزہ شرط ہے اور نہ ہی کوئی خاص وقت مقرر ہے بلکہ جب بھی مسجد میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھے، جب تک مسجد میں ہے معتکف ہے اعتکاف کا ثواب پائے گا، جب مسجد میں سے چلا آیا اعتکاف ختم ہو گیا۔

(فتاویٰ عالمگیریہ، درمختار)

حضرت عائشہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔

مذکورہ بالا احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرے یعنی دس دنوں کا اعتکاف نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِن معمولات میں سے تھا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال تک جاری رہے اس لئے اسے سنت مؤکدہ کہا جاتا ہے، لہذا آپ کی سنت کے پیروکاروں کے لئے ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں آخری عشرہ رمضان کا اعتکاف ترک نہ کریں بعض روایات میں آتا ہے کہ جب بعض دیگر ضروری امور کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک سال اعتکاف نہ کر سکے تو اس کی تلافی کے لئے دوسرے سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْتَکِفُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ یَعْتَکِفْ عَامًا فَلَمَّا فِی الْعَامِ الْمُقْبِلِ اِعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ .

(جامع ترمذی مطبوعہ فاروقی کتب خانہ بوہڑ گیٹ ملتان ۱/ ۹۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے پھر جب ایک سال اعتکاف نہیں فرمایا تو آنے والے دوسرے سال میں بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ یَعْتَکِفْ عَامًا فَلَمَّا کَانَ فِی

بہاروں کا وقار انہی کے تبسم کی اِک جھلک ہے
پھولوں کی خوشبو انہی کے پسینے کی اِک مہک ہے
سب کچھ انہی کا ہے اور سب کچھ انہی سے ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا
وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی
جان ہے تو جہان ہے

مدینے کا وہ پیارا شہر جس کے خاک کے ذرّوں کی قسم رب ذوالجلال نے اٹھائی، زمانہ نبوی، ہجرت کے بعد شہر مدینہ میں قیام کا دوسرا سال، رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کا سال، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روزوں کا خیر مقدم کیا اور اسی سال روزے رکھنے شروع کئے، اسی سال اسلامی تاریخ کا پہلا غزوہ پیش آیا، اور اسی سال نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعتکاف رمضان کا ارادہ فرمایا سفید چادریں لٹکا کر خیمہ نصب کیا گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے، ضرورت کا سامان اور اشیاء ساتھ رکھی گئیں، یہ وہی ہستی ہیں جو اعلانِ نبوت سے پہلے سرزمین مکہ میں غار حرا میں خلوت نشینی فرماتے وقت مختصر سا سامان ساتھ لے جاتے تھے، وقت گذر جاتا، یادِ الٰہی میں ایسے محو ہوتے کہ جب خلوت نشینی مکمل کر کے واپس لوٹتے تو توشہ دان اسی طرح بھرا ہوتا جس طرح جاتے وقت ہوتا تھا بغیر کچھ کھائے پیئے کئی کئی دن بیت جاتے اعتکاف میں آپ کا معمول یہ رہتا، فجر کی نماز کے کچھ دیر بعد اشراق کے نوافل ادا فرماتے۔

تہجد ادا فرماتے اور سحری تناول فرماتے ،قریب قریب اعتکاف کا پورا عشرہ ایسے ہی معمول جاری رہتا البتہ بعض حالات میں کچھ تبدیلی بھی آجاتی ،دورانِ اعتکاف آپ عام ملاقات سے بالکل اجتناب فرماتے مگر جب کوئی ضروری بات ہوتی تو ضرور شرف بخش دیتے ،اعتکاف کے لمحات آپ کی ذات اقدس پر نورانی انوار وتجلیات کا ظہور رہتا دیکھنے میں آپ مسجد نبوی کے کونے میں تشریف فرما ہوتے مگر حقیقت میں آپ بارگاہِ الٰہی میں جلوہ فرما ہوتے ۔(کتب سیرت)

دوسرا اعتکاف

ہجرت مدینہ کے تیسرے سال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوسرے عشرے کا اعتکاف کیا اور اسی جگہ پر کیا، جہاں پر پہلے سال کیا تھا۔

تیسرا اعتکاف

ہجرت مدینہ کے چوتھے سال آپ نے تیسرا اعتکاف کیا اور رمضان المبارک کے آخری عشرے کا کیا۔

چوتھا اعتکاف

چوتھے اعتکاف کے لئے جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں خیمہ نصب کیا گیا تو ازواج مطہرات نے بھی ساتھ خیمے لگا دیئے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سال آخری رمضان المبارک کا اعتکاف نہ کیا بلکہ رمضان المبارک کا مہینہ گذرنے کے بعد شوال المکرم کے پہلے عشرے میں اعتکاف کر کے قضا ادا کرلی۔

پانچواں اعتکاف

ہجرت مدینہ کے چھٹے سال آپ ﷺ نے آخری دس دنوں کا اعتکاف کیا۔

مسئلہ

عورت نے مسجد بیت میں اعتکاف واجب کیا یا اعتکاف سنت کیا تو بغیر عذر وہاں سے نہیں نکل سکتی اگر وہاں سے نکلی اگرچہ گھر ہی میں رہی اعتکاف جاتا رہا۔

مسئلہ

معتکف کو مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں۔ایک حاجت طبعی دوسرا حاجت شرعی۔

حاجت طبعی

حاجت طبعی سے مراد یہ ہے کہ وہ حوائج ضروریہ جو مسجد میں پورے نہ ہوسکیں جیسے بول و براز، استنجا، وضو اور غسل جبکہ غسل کی ضرورت حقیقی ہو، وضو اور غسل میں یہ شرط ہے کہ مسجد میں نہ ہوسکیں یعنی کوئی چیز ایسی نہ ہو جس میں وضو اور غسل کا پانی لے سکے اس طرح کہ مسجد میں پانی کی کوئی بوند تک نہ گرے اس لئے کہ مسجد میں وضو اور غسل کا پانی گرانا ناجائز ہے اور جب کوئی ایسا برتن موجود ہو کہ اس میں وضو اس طرح کرسکتا ہے کہ مسجد میں پانی کے قطرے نہ گریں تو مسجد سے نکلنا جائز نہیں، نکلے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا، اسی طرح مسجد میں وضو اور غسل کے لئے جگہ بنی ہو یا حوض ہو تو باہر جانے کی بھی اجازت نہیں۔

حاجتِ شرعی

حاجت شرعیہ سے مراد وہ حوائج ہیں جس کے کرنے کا حکم شریعت دیتی ہے جیسے عید، جمعۃ المبارک یا اذان دینے کے لئے منارہ پر جانا جبکہ منارہ پر جانے کے لئے اندر سے راستہ نہ ہو۔(درّ مختار، رد المحتار)

مسئلہ

قضائے حاجت کو گیا تو فارغ ہوتے ہی واپس چلا آئے ٹھہرنے کی اجازت نہیں

مسئلہ

بول و براز کے لئے گیا تھا قرض خواہ نے روک لیا تو اعتکاف فاسد ہو گیا۔

(بہار شریعت)

مسئلہ

معتکف کو وطی کرنا اور عورت کا بوسہ لینا، چھونا یا گلے لگانا حرام ہے اور جماع سے بہر حال اعتکاف فاسد ہو جائے گا، انزال ہو یا نہ ہو قصداً ہو یا بھولے سے مسجد میں ہو یا باہر، دن میں ہو یا رات میں، جماع کے علاوہ اوروں میں اگر انزال ہو تو اعتکاف فاسد ہے ورنہ نہیں، احتلام ہونے یا نظر کرنے اور خیال جمانے کی صورت میں انزال ہو تو اعتکاف فاسد نہیں ہوتا مگر بے نور اور بے برکت ضرور ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیریہ)

مسئلہ

معتکف نکاح کر سکتا ہے، عورت کو اگر رجعی طلاق دی ہو تو رجوع بھی کر سکتا ہے مگر اِن کاموں کے لئے مسجد سے باہر ہو گا تو اعتکاف جاتا رہے گا، مگر جماع یا بوسہ وغیرہ سے اس کو رجعت حرام ہے اگر چہ رجعت ہو جائے گی۔ (فتاویٰ عالمگیریہ، درمختار)

مسئلہ

معتکف مسجد ہی میں کھائے پیئے، اگر ان امور کے لئے مسجد سے باہر جائے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ (درمختار)

مسئلہ

معتکف کو اپنے بال بچوں کی ضرورت سے مسجد میں کوئی چیز خریدنا یا بیچنا جائز ہے بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو یا ہو تو تھوڑی ہو کہ جگہ نہ گھیرے اور اگر خرید و فروخت بقصد تجارت ہو تو ناجائز ہے اگر چہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو۔ (درمختار، رد المحتار)

اس ضمن میں وہ یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ سخت گرمی کے موسم میں پورا عشرہ گذارنا بغیر غسل کئے ہوئے سخت تنگی کا سبب ہے، جبکہ پسینہ کی وجہ سے برا حال ہوجاتا ہے کپڑے پسینے کی وجہ سے عجیب قسم کی بسانت چھوڑنے لگتے ہیں اور طبعیت تنگی محسوس کرتی ہے۔

اِن کی خدمت میں جواباً عرض ہے کہ اِن کی نازک مزاجی اور شگفتہ مزاجی اپنی جگہ پر حق ہے، مگر یہ مزاجِ شریعت ہے کہیں تو ذات ربّ ذوالجلال کو روزہ دار کے منہ کی بو مشک وعنبر سے بھی اچھی لگی ہے، یہاں بھی حالتِ اعتکاف ہے بندہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ربّ کے دروازے پہ آپڑا، اب اسے اپنی فکر نہیں ہونی چاہیے بلکہ اپنی تمام تر توجہ ربّ کی خوشنودی حاصل کرنے کی طرف ہونی چاہیے، اور پھر یہ بھی ہے کہ اعتکاف اللہ تعالٰی نے اس پر فرض تو کیا نہیں یا تو انسان نذر مان کر اعتکاف کو اپنے ذمہ فرض کر لیتا ہے یا اعتکاف سنت کرتا ہے یا اعتکاف نفل کرتا ہے اور جو انسان اپنے تئیں اس خیال میں ہو کہ یہ ایک انتہائی دشوار گذار اور مشکل ترین کام ہے، بھلا اس سے پوچھئے کہ تجھے دس دن کی اس مشقت کو اٹھانے کے لئے کون مجبور کر رہا ہے۔؟

انہیں کا کام ہے حوصلے جن کے ہیں زیاد

کسی مسنون عبادت کی شرعی حدود میں ترمیم کا مطالبہ کرنا اور عادت کو اپنی مرضی کے سانچے میں ڈالنے کی کوشش کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ وہ اس عبادت کو اپنے ذمہ نہ ڈالیں۔

اعتکاف کی ابتداء کا وقت

فقہ کے چاروں اماموں کا مذہب یہ ہے کہ جب دس دن کے لئے اعتکاف کرنا ہو تو سورج غروب ہونے سے پہلے بیٹھے اس لئے ضروری ہے کہ سنت مؤکدہ علی الکفایہ کے لئے بیسویں رمضان کا سورج غروب ہونے سے پہلے اعتکاف میں چلا جائے یہی اس کی ابتداء کا وقت ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے رمضان المبارک میں دس دنوں کا اعتکاف کرلیا تو وہ ایسا ہی ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کئے۔

(بیهقی، شعب الایمان)

لیلۃ القدر کے فضائل واعمال

اعتکاف کے بیان میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ رمضان المبارک کا پورا مہینہ خیر وبرکت اور رحمت ومغفرت کا مہینہ ہے اور جیسے جیسے یہ برکت ورحمت والے شب وروز گزرتے جاتے ہیں رحمت الٰہی کی بارشیں فزوں سے فزوں تر ہونے لگتی ہیں یہاں تک کہ تیسرا عشرہ مغفرتوں کی خوشخبریاں سناتا ہوا سایہ گستر ہوتا ہے اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں بتوفیق الٰہی عبادت کی لذتوں اور نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت اور استعداد اپنے اندر پیدا کرنے کیلئے دنیاوی علاقوں سے لاتعلق ہو کر اعتکاف میں بیٹھ کر شب وروز کے ذکر الٰہی اور فکر ایمانی سے اپنی روح کو صیقل کرتے اور ملکوتی صفات کو بیدار کرتے ہیں اور اللہ رب العزت کی مہربانیاں ملاحظہ فرمائیے کہ اسی عالم میں کہ بندہ مؤمن خلوص وللّٰہیت کی مشقوں پُر خلوص عبادتوں اور ریاضتوں میں اپنی توانائیاں صرف کر رہا ہوتا ہے فضل ربانی سے لیلۃ القدر جلوہ فرما ہوتی ہے اپنی لطافت وپاکیزگی اور نورانیت وجلوہ فرمائی میں اپنی مثال آپ جس کی تابشوں کے سامنے آفتاب شرمندہ مہتاب خجل یہ وہی مبارک ومعظم رات ہے جس کی برکتوں اور عظمتوں پر قران شاہد ہے کہ

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

بے شک ہم نے اس (قرآن مجید) کو شبِ قدر میں اُتارا۔

تو یہ مبارک صرف اس لحاظ سے مبارک نہیں کہ اِس میں انسان صبر وضبط کی اِن

اِذْ كَانَتْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ.

(مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص: ۱۸۲)

جب شبِ قدر ہوتی ہے تو جبرائیل امین ملائکہ کی جماعت میں اترتے ہیں اور ہر قیام وقعود کرنے والے بندے پر جو خدا کے لئے ذکر عبادت میں مشغول ہو دعا کرتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اِن سے مصافحہ بھی کرتے ہیں۔

فضیلت شبِ قدر

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

(صحیح البخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۷۰)

جس شخص نے ایمان اور اخلاص کے ساتھ ثواب کے حصول کی غرض سے شبِ قدر میں قیام کیا تو اس کے سارے پچھلے گناہ بخش دیے گئے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں

سال بھر میں شبِ قدر ایک مرتبہ آتی ہے اور روایت کثیرہ سے ثابت ہے کہ وہ رمضان کے عشرہ اخیرہ میں ہوتی ہے اور اکثر اِس کی طاق راتوں میں سے کسی رات میں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ .

(صحیح المسلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۷۰)

لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔

جبکہ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِفِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ .

وَكُلُّ اللَّيَالِي لَيْلَةُ الْقَدْرِ اِنْ دَنَتْ

كَمَا كُلُّ اَيَّامِ اللِّقَاءِ يَوْمُ الْجُمُعَةِ

یعنی اگر محبوب کا قرب نصیب ہوجائے تو ساری راتیں شب قدر ہیں جس طرح اس کی ملاقات کا ہر دن جمعہ کا مبارک دن ہے۔

اسی شب کے لئے حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ حَرُمَهَا فَقَدْ حَرُمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يَحْرُمُ خَيْرَهَا اِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٍ.

یعنی جو اِس سے محروم رہا وہ ہر خیر سے محروم رہا اور اس کی خیر سے وہی محروم ہوگا جو پورا محروم ہوگا۔

(ابن ماجه مطبوعه قدیمی کتب خانه کراچی ص: ۱۱۹)

نوافل شب قدر

مذکورہ بالا ترغیبات کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان اس سے غفلت نہ برتیں اور خود کو مایوسیوں اور محرومیوں کا شکار نہ بنائیں اس عظیم الشان رات میں جو اعمال بزرگان دین سے منقول ہیں اور بحمدہٖ تعالیٰ مسلمانوں کا معمول ہیں اِن میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

چار رکعات نوافل

ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ انا انزلنہ اور سورۂ اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد پانچ مرتبہ پڑھیں۔

چار رکعات نوافل

ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ الھکم التکاثر ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار۔

رمضان المبارک اور نمازِ تراویح

اللہ رب العزت نے اپنے فضل وکرم سے اس مبارک مہینے کو بہت سی برکات سے نوازا ہے اِس ماہ میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر کردیا جاتا ہے اس کے دن بھی نرالے اور راتیں بھی شان والی، کہیں تلاوت قرآن ہورہی ہے کہیں درود وسلام کے گجرے بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پیش کیے جارہے ہیں، کہیں نوافل پڑھے جارہے ہیں کہیں اللہ کی رحمت سے جھولیاں بھری جارہی ہیں سحری بھی عبادت، اور افطاری بھی عبادت، جاگنا تو ایک طرف اس مقدس مہینے کا سونا بھی عبادت الٰہی ہے، عالم روحانیت کا موسمِ بہار ہے رحمت برس رہی ہے فضا پرنور ہے ایسے عالم میں بھلا کون ہے جو رحمت سمیٹنے کا موقع ضائع کرے۔

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ.

جس نے رمضان کی راتوں کا قیام ایمان واحتساب سے کیا اس کی زندگی کے گزرے ہوئے گناہ معاف کردیئے گئے۔

امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ شَھْرُ رَمَضَانَ شَدَّ مِیْزَرَہٗ لَمْ یَاْتِ فِرَاشَہٗ حَتّٰی یَنْسَلِخَ.

(بیہقی، شعب الایمان ۳۱۰/۲)

یعنی اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان کے شروع ہوتے ہی کمر ہمت کس لیتے اور جب تک یہ مہینہ گذر نہ جاتا آپ بستر پر تشریف نہ لاتے۔

ایک اور روایت اس طرح ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِیْزَرَہٗ وَاَحْیٰ

قیام رمضان سے مراد نماز تراویح ہے

اس کے بعد شارح صحیح مسلم یحییٰ بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَاتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی اِسْتِحْبَابِهَا وَاخْتَلَفُوْا فِیْ اَنَّ الْاَفْضَلَ صَلٰوتُهَامُنْفَرِدًا فِیْ بَیْتِهٖ اَمْ فِیْ جَمَاعَةٍ فِیْ الْمَسْجِدِ

اس کے مستحب ہونے پر امت مسلمہ کے علماء کا اجماع ہے اور اختلاف اس بات میں ہے کہ تراویح کی نماز الگ الگ بغیر جماعت کے گھر میں ادا کرنا افضل ہے یا جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنا افضل ہے۔

فَقَالَ الشَّافِعِیُّ وَجَمْهُوْرُاَصْحَابِهٖ وَاَبُوْ حَنِیْفَةَ وَاَحْمَدُ وَبَعْضُ الْمَالِكِیَّةِ الْاَفْضَلُ صَلٰوتُهَا جَمَاعَةً كَمَا فَعَلَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَالصَّحَابَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَاسْتَمَرَّ عَمَلُ الْمُسْلِمِیْنَ عَلَیْهِ لِاَنَّهٗ مِنَ الشَّعَائِرِ الظَّاهِرَةِ فَاَشْبَهُ صَلٰوةُ الْعِیْدِ.

(شرح صحیح مسلم مطبع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۵۹)

امام شافعی اور ان کے جمہور اصحاب، امام ابوحنیفہ، امام احمد اور بعض مالکیہ اور ان کے علاوہ بہت سے اہل علم کے نزدیک تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے جس طرح کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جماعت کے ساتھ پڑھی اور آج تک تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے اور یہ نماز عید کی طرح شعائر مسلمین سے ہو گئی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت پڑھیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی راتوں میں جو نماز ادا فرمائی اس کی رکعتوں کی تعداد بیس ہے اور یہ بیس رکعت وتر کی نماز کے علاوہ ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ ہم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں فجر کے قریب تراویح سے فارغ ہوتے تھے اور ہم تیئس رکعت پڑھتے تھے، مطلب یہ کہ بیس رکعب تراویح اور تین رکعت وتر کے۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ رَجُلاً يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً .

(مصنف ابی شیبۃ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱/۳۹۳)

یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً قَالَ وَكَانُوْا يَقْرَءُوْنَ بِالْمِئِيْنَ .

(السنن الکبریٰ مطبوعہ نشر السنۃ ۱/۳۹۳)

سائب بن یزید سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ رمضان المبارک کے مہینے میں بیس رکعت پڑھتے تھے اور ان میں ایسی سورتیں پڑھتے جن میں سو آیات ہوتی تھیں۔

دور عثمانی کی نماز تراویح

جس طرح دور فاروقی میں تراویح بیس رکعت پڑھی جاتی تھیں بالکل اسی طرح دور عثمانی میں بھی یہ طریقہ جاری وساری رہا۔

وَكَانُوْا يَتَوَكَّؤُنَ عَلٰى عِصِيِّهِمْ فِيْ عَهْدِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ .

(السنن الکبریٰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان ۲/۴۹۶)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں شدت قیام کی وجہ سے وہ اپنی

رَکْعَۃً . (مصنف ابن ابی شیبہ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱/۳۹۳)

ابوالحسناء سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو رمضان میں بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا

وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ کَانَ یَؤُمُّھُمْ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ .

(السنن الکبریٰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان ۲/۴۹۶)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعض اصحاب بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے اور تین رکعت وتر

ایک روایت میں اس طرح ہے:

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ اَمَرَ رَجُلًا یُصَلِّیْ بِھِمْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَھٰذَا اَیْضًا سِوَی الْوِتْرِ .

(التمہید مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور ۸/۱۱۵)

حضرت علی نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں مسلمانوں کو بیس رکعت پڑھائے اور اسی طرح یہ رکعات وتر کے علاوہ تھیں

اور ایک مقام پر اس طرح ہے:

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ دَعَا الْقُرَّاءَ فِیْ رَمَضَانَ فَاَمَرَ مِنْھُمْ رَجُلًا یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً قَالَ وَکَانَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُوْتِرُ بِھِمْ وَرُوِیَ ذَالِکَ مِنْ وَجْہٍ آخَرَ مِنْ عَلِیٍّ .

(السنن الکبریٰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان ۲/۴۹۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ رمضان میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ

قائل ہیں ملاحظہ فرمائیے

عَنْ ابْنِ رَفِيْعٍ قَالَ كَانَ اُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فِیْ رَمَضَانَ بِالْمَدِيْنَةِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱/۳۹۳)

ابن رفیع کا بیان ہے کہ حضرت اُبی بن کعب لوگوں کو رمضان میں (شہر) مدینہ میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

بیس رکعت تراویح کے بارے میں ایک اور شہادت

عَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیِّ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّیْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ فِیْ رَمَضَانَ وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱/۳۹۳)

ابوالبختری رمضان المبارک میں پانچ ترویحات اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

جس طرح کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ ترویحہ چار رکعت پڑھنے کے بعد نماز کے علاوہ کسی دوسری عبادت میں مشغول ہونے یا آرام کرنے کو کہتے ہیں تو پانچ ترویحات کرنے سے بیس رکعات حاصل ہوتی ہیں پتہ چلا کہ وہ بھی بیس رکعت تراویح ہی پڑھاتے تھے اور پھر یہ کہ قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

بیس رکعات کے بارے میں ایک اور شہادت

لیجئے امام ابوبکر بن ابی شیبہ کی بیان کردہ ایک اور روایت پڑھیئے تاکہ مزید اطمینان حاصل ہو:

عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ ابْنُ اَبِیْ مُلَيْكَةَ يُصَلِّیْ بِنَا فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبہ مطبوعہ دارالقرآن کراچی ۱/۳۹۳)

ہے حرمین شریفین اور ساری دنیا کے مسلمان بیس رکعت تراویح ہی پڑھتے ہیں چنانچہ ترمذی میں ہے فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کا عمل اسی پر ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی، ودیگر صحابہ سے منقول ہے یعنی بیس رکعت تراویح اور یہ سفیان ثوری ابن مبارک اور امام شافعی نے فرمایا کہ ہم نے مکہ والوں کو بیس رکعت پڑھتے دیکھا ہے۔

اَجْمَعَ الصَّحَابَةِ عَلٰی اَنَّ التَّرَاوِیْحَ عِشْرُوْنَ رَکْعَةً.

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ۲/۲۱۲)

تمام صحابہ کا اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ تراویح بیس رکعات ہے۔

تراویح میں قرآن کیسے اور کتنا پڑھا جائے:۔

مجودین اور قرّاء کے نزدیک قرآن پڑھنے کے مشہور طریقوں میں سے تین بڑے مشہور قاعدے تسلیم کئے جاتے ہیں۔

۱......ترتیل

۲......تدویر

۳......حدر

نماز تراویح میں چونکہ قرآن زیادہ پڑھا جاتا ہے اس لئے نماز تراویح کے لئے وہ طریقہ منتخب کیا گیا ہے جس میں نسبتاً کم وقت میں زیادہ پڑھنا ممکن ہو اور وہ ہے حدر اور یہ ایسا طریقہ ہے جس میں حروف اور تلفظات کی ادائیگی بھی درست ادا ہوتی ہے اور ترتیل اور تدویر کے مقابلہ میں وقت بھی بہت کم لگتا ہے۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما جن قاریوں کا تقرر نماز تراویح کے لئے فرماتے ان کو یہ بھی ہدایت فرماتے ہیں کہ ایسا پڑھنا اور اتنا پڑھنا کہ مقتدیوں کے لئے دشواری کا باعث نہ ہو۔

ایک روایت میں ہے:

رؤیت ہلال

(چاند دیکھنا)

اسلام کا نظام زندگی انتہائی سادہ، دلکش اور آسان ہے۔ اس نے اپنے ماننے والوں کی ہر لمحہ اور ہر موضوع پر رہنمائی فرمائی ہے چاہے اس کا تعلق ماں کی گود سے ہو یا میدان کارزار سے، چاہے اس کا تعلق گھر کے ماحول سے ہو یا معاشرتی معاملات سے مسجد و مدرسہ سے لے کر ایوان صنعت و تجارت تک، گاؤں کی پنچایت سے کر ملک کی قائم کردہ عدالت تک، ہر کسی کے لئے مکمل ہدایت اس میں موجود ہے۔

غلام ہو یا آقا، نوکر ہو یا مالک، بادشاہ ہو یا رعایا، ہر ایک کے لیے سبق بھی دیتا ہی اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اور نمونہ بھی ان کے سامنے رکھتا ہے کاروباری زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس پر اس نے روشنی نہ ڈالی ہو۔ اس میں سیاسیات بھی ہے اور فن سپاہ گری بھی، اس میں نفسیات بھی ہے اور معاشی مسائل کا حل بھی، فلکیات کے ماہر ہوں یا ہیئت کے استاذ سب کے لیے یکساں ثبوت فراہم کرتا ہے۔ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہی رب کا سب سے پسندیدہ دین ہے یہی دین قیم ہے، یہی دین حق ہے، جو اس کو چھوڑ کر کسی اور دین کی تلاش کرے وہ ناکام و نامراد ہے۔

مہینوں کی تعداد بارہ ہے

سال کے مہینوں کی تعداد بارہ مقرر ہو چکی ہے قرآن پاک میں ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ. (التوبہ ۳۶)

نیا چاند دیکھنے کی دعا

جامع ترمذی میں ابوعیسیٰ ترمذی نے چاند نظر آنے کے وقت کی ایک دعا نقل کی ہے جس کے راوی حضرت طلحہ بن عبیداللہ ہیں فرماتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّىْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ . (جامع ترمذی مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی ۱۸۳/۲)

ترجمہ: اے اللہ! نکال ہم پر چاند کو امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ (اے چاند) میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔

ایک روایت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی ہے فرماتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے ہیں تو اس طرح یہ دعا فرماتے۔

هِلَالُ خَيْرٍ وَّرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ وَّرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ وَّرُشْدٍ آمَنْتُ بِالَّذِىْ خَلَقَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَجَآءَ بِشَهْرِ كَذَا .

بھلائی اور ہدایت کا چاند ہے، بھلائی اور ہدایت کا چاند ہے، بھلائی اور ہدایت کا چاند ہے۔ میں اس ذات پر ایمان پر لایا جس نے تجھے پیدا کیا تین مرتبہ کہتے پھر فرماتے تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جو گذرے ہوئے مہینے کو لے گیا اور اس مہینے کو لے آیا۔

چاند کو دیکھ کر روزہ رکھنا چاہیے

یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ قمری مہینہ کبھی ۲۹ دن کا ہوتا ہے اور کبھی ۳۰ دن کا، یہ بات بھی ہر کسی پر پوشیدہ نہیں رہنی چاہیے کہ قمری مہینہ نہ تو ۲۸ دن کا ہوتا ہے اور نہ ہی ۳۰ سے زائد دن کا۔

اور کبھی بڑی گواہی بن جاتی ہے اور عوام اپنی سادگی کی بنا پر اس اڑتی ہوئی بات کا یقین کر لیتے ہیں۔ جو کہ کسی طرح بھی قرین انصاف نہیں ہے اس لئے چاند کو دیکھ کر روزہ رکھنا چاہیے اور چاند دیکھ کر ہی عید کرنی چاہیے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ملاحظہ فرمائیے ! حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا، تو فرمایا:

لَاتَـصُـوْمُـوْا حَتّٰی تَرَوُالْهِلَالَ وَلَاتُفْطِرُوْا حَتّٰی تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْ الَهٗ .

(صحیح البخاری قدیمی کتب خانه کراچی ۲۵۶/۱)

ترجمہ: نہ روزہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور نہ افطار کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو۔ پھر اگر بادل چھائے ہوئے ہوں تو تیس روز پورے کرلو۔

اس سے ملتی جلتی ایک حدیث اور ہے جس کے راوی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صُوْمُوْالِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْالِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا ثَلَاثِيْنَ .

(سنن نسائی قدیمی کتب خانه کراچی ۳۰۱)

ترجمہ: روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر، پھر اگر بادل چھائے ہوں تو تیس روز پورے کرلو۔

ایسی ہی ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیے راوی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَاِذَا رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ فَـصُـوْمُوْا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَهٗ .

(سنن ابن ماجه قدیمی کتب خانه کراچی ۱۱۹)

ترجمہ: جب تم چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو چاند دیکھو تو افطار کرو پھر اگر بادل چھائے ہوں تو تیس دن پورے کرو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَرَاءَى النَّاسُ الْهِلَالَ فَأَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ رَأَيْتُ فَصَامَ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ .

(سنن ابی داود مکتبه امدادیه ۱/۳۲۷)

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگ چاند دیکھ رہے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ بے شک میں نے چاند کو دیکھ لیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

اگر پورے علاقے میں مطلع صاف ہونے کی صورت میں چاند نظر آ جائے۔ پھر تو سرے سے اختلاف ہوتا ہی نہیں یہ بات تو اس وقت سامنے آتی ہے جب پورے علاقہ کی بجائے ایک ہی ملک کے کچھ حصوں میں چاند دکھائی دے اور کچھ حصوں میں چاند دکھائی نہ دے، دیکھنے والے تو چاند ہونے کا یقین کر لیں اور نہ دیکھنے والے چاند کا ہونا نہ مانیں اس طرح مسلمانوں میں اختلاف کا ہونا ایک فطری امر ہے۔ اس کا آسان اور بہتر حل یہ ہے کہ مسلم کمیونٹی کے سربراہان کی طرف سے چاند کے ہونے یا نہ ہونے کا اعلان کیا جائے اور ان سربراہاں کے لیے ضروری ہے کہ وہ پورے علاقے میں چاند دیکھنے کے لئے اپنے نمائندگان مقرر کریں اور ان کی شرعی شہادت پر جو بھی صورت حال ہو اس کا اعلان کریں اور مسلم کمیونٹی کو ان کی دیانت داری پر شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے جبکہ وہ شریعت اسلامیہ کی حدود توڑنے والے نہ ہوں۔ اور اسلامی اقدار کی حفاظت کرنے والے ہوں، تو ایسی صورت میں مسلم قوم کے لئے آسان اور بہتر حل مہیا کیا جا سکتا ہے۔

رؤیت ہلال کمیٹی کا قیام

کہیں بہتر ہے کہ پورے علاقے کو اختلاف سے بچانے کے لئے ایک رؤیت ہلال کمیٹی تشکیل دی جائے جو ایسے افراد پر مبنی ہو جن کی شخصیت مسلمہ ہو۔ جو درج ذیل خوبیوں کے مالک ہوں۔

ہوتا اور بعض اوقات زمانہ نبوی میں ایسا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی قریبی اصحاب کو چاند نظر نہ آیا۔ اسی دوران آپ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اس نے گواہی دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے اسلامی ضابطے کی شہادت لے کر چاند ہونے کا اعلان کردیا جائے جس طرح کہ مذکورہ بالا احادیث سے ظاہر ہے یہ طریقہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔ اس کی روشنی میں کمیٹی کا قیام اور ان کا اعلان پوری قوم کے لئے مشعل راہ ثابت ہو سکتا ہے اور بہت سی مشکلات سے بچا جا سکتا ہے۔

چاند کے ثبوت کا شرعی طریقہ:۔

فقہائے اسلام نے چاند کے ثبوت کے لئے کئی طریقے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر فرمائے ہیں۔ امام اہل سنت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی رضویہ جلد رابع میں کتب فقہ کے حوالے سے سات شرعی طریقوں کا ذکر فرمایا ہے، اسی کو یہاں درج کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

طریق اوّل

شہادتِ رؤیت!

یعنی چاند دیکھنے والے کی گواہی ہلال رمضان المبارک کے لئے ایک ہی مسلمان، عاقل، بالغ، غیر فاسق کا مجرد بیان کافی ہے کہ میں نے اس رمضان شریف کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا ہے اگرچہ کنیز ہو، اگرچہ مستور الحال ہو جس کی عدالت باطنی معلوم نہیں ظاہر حال پابند شرع ہے اگرچہ اس کا یہ بیان مجلس قضا میں نہ ہو، اگرچہ گواہی دیتا ہوں نہ کہے نہ دیکھنے کی کیفیت بیان کرے کہ کہاں سے دیکھا، کدھر کو تھا، کتنا اونچا تھا وغیر ذالک

طریق دوم

شہادت علی الشہادت

یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا، انہوں نے اس گواہی کی گواہی دی، یہ وہاں ہیں کہ گواہان اصل حاضری سے معذور ہوں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ گواہ اصل گواہ سے کہے میری اس گواہی پر گواہ ہو جا کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ میں نے ماہ فلاں سنہ کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا، گواہان فرع یہاں آ کر یوں شہادت دیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا کہ فلاں بن فلاں مذکور نے ماہ فلاں سن فلاں کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا اور فلاں بن فلاں مذکور نے مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جا، پھر اصل شہادت رؤیت میں اختلاف احوال کے ساتھ جو احکام گذرے ان کا لحاظ ضروری ہے مثلاً ماہ رمضان میں مطلع صاف تھا تو صرف ایک ہی گواہی مسموع نہیں ہونی چاہیے الخ

طریق سوم

شہادت علی القضاء

یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکم اسلام قاضی شہر کے حضور رؤیت ہلال پر شہادتیں گذریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا، دو شاہدان عادل اس گواہی وحکم کی وقت حاضر دار القضاء تھے، انہوں نے یہاں حاکم اسلام قاضی شرع یا وہ نہ ہو تو مفتی کے حضور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں ہمارے سامنے فلاں شہر کے فلاں حاکم کے حضور فلاں ہلال کی نسبت فلاں دن کی شام ہونے کی گواہیاں گذریں اور حاکم موصوف نے

روزہ ہوا یا عید کی گئی مجرد بازاری افواہ کی خبر اڑ گئی اور قائل کا پتا نہیں، پوچھے تو یہی جواب ملتا ہے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں یا کسی سے پتہ چلا تو کسی مجہول کا انتہا درجہ منتہائے سند دو ایک شخصوں کی محض حکایت کہ انہوں نے بیان کیا اور شدہ شدہ شائع ہوگئی ایسی خبر ہرگز استفاضہ نہیں بلکہ خود وہاں کی آئی ہوئی جماعتیں درکار ہیں جو بالاتفاق وہ خبر دیں یہ خبر اگرچہ نہ خود اپنی رؤیت کی شہادت ہے۔ کسی شہادت پر شہادت نہ بالتصریح قضائے قاضی پر شہادت نہ کتاب قاضی یا شہادت پر، مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین یہ بہ غلبہ ظن ملحق بالیقین وہاں رؤیت صوم وعید کا ہونا ثابت ہوگا اور جبکہ وہ شہر اسلامی اور احکام وحکام کی وہاں پابندی دوامی ہے تو ضرور مظنون ہوگا کہ امر بحکم واقع ہوا تو اس طریق سے قضائے قاضی کہ حجت شرعیہ ثابت ہو جائے گی۔

طریق ششم

اکمال عدت

یعنی جب ایک مہینہ کے تیس دن کامل ہو جائیں تو ماہ متصل کا ہلال آپ ہی ثابت ہو جائے گا۔ اگرچہ اس کے لئے رؤیت، شہادت، حکم استفاضہ وغیرہ کچھ نہ ہو کہ مہینہ تیس دن سے زائد نہ ہونا یقینی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوْا الْعِدَّۃَ ثَلٰثِیْنَ.

ترجمہ: اگر مطلع صاف نہ ہو تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

یہاں اسلاف کے نظریات آپ کے سامنے رکھے جائیں۔

امام نووی کا نظریہ

علامہ نووی شافعی شرح المہذب جلد سادس میں رؤیت ہلال کے مسئلہ پر مذاہب آئمہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ہمارا مذہب یہ ہے کہ دو عادل شخصوں کی گواہی سے بالاتفاق چاند کا ثبوت ہوجاتا ہے، اور ایک عادل شخص میں اختلاف ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ ایک عادل شخص کی گواہی سے بھی چاند کا ثبوت ہوجاتا ہے، خواہ مطلع صاف ہو یا غبار آلودہ ہو۔

امام احمد بن حنبل کا نظریہ

عبداللہ بن مبارک اور امام احمد بن حنبل کا بھی یہی نظریہ ہے کہ ایک شخص کی گواہی سے چاند کا ثبوت ہوجاتا ہے۔

جمہور کا نظریہ

عمر بن عبدالعزیز، امام مالک، امام اوزاعی، لیث، ماجشون، اسحٰق بن راہویہ اور داؤد کا نظریہ یہ ہے کہ چاند کے ثبوت کے لئے دو عادل شخصوں کی گواہی شرط ہے۔

ابن منذر اور ثوری نے کہا ہے کہ ایک مرد اور دو عورتوں سے بھی چاند کی رؤیت کا ثبوت ہوجائے گا۔

امام ابوحنیفہ کا نظریہ

امام ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ اگر مطلع ابر آلود ہو ایک آدمی کی گواہی سے بھی رمضان کی رؤیت ثابت ہوجائے گی اور غیر رمضان میں کم از کم دو کی گواہی ضروری ہے اور اگر مطلع صاف ہو تو جب تک جم غفیر کی شہادت نہ ہو رؤیت ثابت نہیں ہوگی۔

امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ جب مطلع صاف ہے دیکھنے والوں کی نظر صحیح ہے

رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب کتنا صاف، شفاف، عمدہ اور مفصل ہے کہ مطلع ابر آلود ہو تو ہلال رمضان میں ایک عادل شخص کی شہادت کافی ہے اور اگر مطلع صاف ہو تو جم غفیر کی خبر ضروری ہے کیونکہ مطلع صاف ہونے کی صورت میں ایک دو آدمی نہیں بلکہ جماعت عظیم کے دیکھنے کا امکان ہے اور ہلال عید میں اگر مطلع غبار آلود ہو تو دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے رمضان اور عید کا چاند ثابت ہو جاتا ہے خواہ مطلع غبار آلود ہو یا نہ ہو اور امام مالک کے نزدیک دو آدمیوں کی گواہی ہر حال میں ضروری ہے۔

شہادت رؤیت:

آپ پڑھ چکے ہیں کہ چاند کے ہونے یا نہ ہونے کا ثبوت اس کی رؤیت اور عدم رؤیت پر ہے۔ جبکہ ہر شخص کے لئے اس کا دیکھنا ممکن نہیں تو اس کا دارومدار اور انحصار شہادت پر ہے اس لئے یہاں پر یہ درج کر دینا کہ شہادت کیا ہے اس کا لغوی اور اصطلاحی مطلب کیا ہے۔ شہادت دینے والے کو کیسا ہونا چاہیے اور شہادت لینے والے اور اس کو ضبط کرنے والے اور اس کا اعلان عام کرنے والے کو کن چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ چنداں غیر ضروری نہ ہوگا۔

شہادت کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ

شہادت کے معنیٰ و مفہوم پر کلام کرتے ہوئے ابن اثیر جذری لکھتے ہیں:

جس چیز کا مشاہدہ کیا ہو یا جس پر کوئی شخص حاضر ہو اس کی خبر دینا لغت میں شہادت ہے۔ (نہایۃ مطبوعہ ایران ۲/۵۱۴)

امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں

بصیرت سے یا آنکھوں کے ساتھ دیکھنے سے جس چیز کا علم حاصل ہو اس کی خبر دینے کو شہادت کہتے ہیں۔

(المفردات مطبوعہ ایران ۲/۱۸)

مذکورہ بالا آیات میں گواہی دینے کا حکم بھی ہے اور گواہ بنانے اور گواہی کے لئے بلائے جانے پر انکار نہ کرنے کا حکم بھی ہے اور یہ بھی ہے کہ دو عادل شخصوں کو گواہ بنانا چاہیے۔ اور یہاں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ گواہ کیسا ہونا چاہیے۔

گواہی دینے کے لئے گواہ کو عاقل، بالغ، بصیر اور ناطق ہونا چاہیے اور یہ کہ اس کو حد قذف نہ لگی ہو اور یہ کہ وہ محض اللہ کے لئے گواہی دے اور اس گواہی سے اس کا مقصد نہ کسی نفع کو حاصل کرنا ہو اور نہ کسی ضرر کو دور کرنا ہو، اور گواہ کا عادل ہونا بھی ضروری ہے۔

عادل ایسے شخص کو کہتے ہیں جس سے اکثر حسنات اور نیکیاں ظہور میں آتی ہوں کبیرہ گناہ سے بچتا ہو اور صغیرہ گناہ پر اصرار نہ کرتا ہو۔ صاحب حیا ہو، مروت رکھنے والا ہو، صاحب عزت ہو، اخلاق سے گرے ہوئے کام نہ کرتا ہو اور یہ بھی کہ گواہ فاسق نہ ہو کیونکہ فاسق کی گواہی نامقبول ہے جب تک کہ توبہ نہ کرلے۔

قرآن مجید میں جھوٹی گواہی دینے سے منع کیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ ایمان والے جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔

لَا یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ . (الفرقان : ۷۲)

ترجمہ: ایمان والے جھوٹی گواہی نہیں دیتے

گواہی لینے اور اس پر عمل کرنے والوں سے فرمایا:

اِنْ جَآءَ کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَافَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ .

(الحجرات : ۶)

اور اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو انجانے میں ایذا نہ پہنچا دو اپنے کیے پر پچھتانے لگ جاؤ۔

جہاں جھوٹی گواہی نہ دینے کا حکم ہے وہاں گواہ کی خبر پر یقین کرنے اور اس پر عمل

۲۹ دن کا مان لیں اور بعض ۳۰ دن کا مہینہ پورا کرلیں تو اس کے بعد جو صورت حال دیکھنے میں آتی ہے وہ یہ کہ دیکھئے جی آج چاند اتنی دیر کھڑا رہا، آج چاند اتنا بڑا تھا، یہ تو کسی صورت دوسرے دن کا نہیں بلکہ یہ تو یقینی طور تیسرے دن کا چاند ہے۔ اس کی بنیاد پر ایک دوسرے سے مذاکرات کا سلسلہ چل نکلتا ہے جس سے اسلامی معاشرہ کی فضا خراب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

یہ حدیث ملاحظہ فرمایئے! ابوالبختری بیان کرتے ہیں کہ ہم عمرہ کے لئے گئے جب ہم وادی بطن نخلہ میں پہنچے تو ہم نے چاند دیکھنا شروع کیا۔ بعض لوگوں نے کہا یہ تیسری رات کا چاند ہے۔ راوی کہتے ہیں پھر ہماری حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی اور ان سے ہم نے ذکر کیا کہ ہم نے چاند دیکھا ہے بعض نے کہا یہ تیسری رات کا چاند ہے اور بعض نے کہا یہ دوسری رات کا چاند ہے انہوں نے کہا تم نے کس رات کو چاند دیکھا تھا؟ ہم نے کہا فلاں فلاں رات کو، انہوں نے کہا:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ مَدَّہٗ لِلرُّؤْیَۃِ فَھُوَ لَیْلَۃٌ رَأَیْتُمُوْہُ. (صحیح المسلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۴۸)

ترجمہ: بے شک اللہ کے رسول نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دیکھنے کے لئے اسے بڑھا دیا ہے وہ حقیقت میں اسی رات کا چاند ہے جس رات تم نے اسے دیکھا۔

ایک حدیث اور ملاحظہ فرمایئے! ابوالبختری ہی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ذاتِ عرق میں رمضان المبارک کا چاند دیکھا۔ ہم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چاند کے بارے میں دریافت کرنے کے لئے ایک آدمی بھیجا۔

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ مَدَّہٗ لِرُؤْیَۃِ فَاِنْ اُغْمِیَ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوْا الْعِدَّۃَ

(صحیح المسلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۴۹)

سنت اور نفل نمازوں کا بیان

چونکہ رمضان المبارک کا پورا ماہِ اقدس خیر و برکت سے معمور، اور فضل الٰہی سے بھر پور ہے اس کی ہر گھڑی میں رحمت الٰہی کا نزول کالی گھٹاؤں کی طرح برستا ہے، دن سارا روزے سے گزرتا ہے اور رات قیام میں بسر ہوتی ہے۔ اہل اسلام کا بچہ بچہ رمضان المبارک کی برکات سمیٹنے میں لگا ہوتا ہے، کبھی سحری کا اہتمام ہو رہا ہے کبھی افطاری کا انتظار ہے، ہر شخص خوشی سے جامے میں پھولا نہیں سما رہا، چہرہ انار دانہ ہو رہا ہے خوشی سے باچھیں کھلی جا رہی ہیں، عجیب پیاری فضا ہے مسجدوں کی رونق اپنے عروج پر ہوتی ہے کہیں تلاوت قرآن ہو رہی ہے، کہیں درود و سلام کی محفل سجی ہے کہیں ذکر ہو رہا ہے، کہیں مسائل دینیہ پوچھے جا رہے ہیں، کہیں تعلیم و تعلّم کا سلسلہ جاری ہے سبحان اللہ! کیا ماحول ہے کیسی پُر نور گھڑیاں ہیں ویسے تو عام دنوں میں بھی نوافل کی ادائیگی کرنی چاہیے مگر اس مہینے میں خصوصاً نوافل ادا کریں کیونکہ اس کا نفل فرض کے برابر اور اس کا فرض ستر فرضوں کے برابر اجر و ثواب کا درجہ رکھتا ہے۔

اس میں نوافل ادا کرنے کا لطف جداگانہ ہے جبکہ اس مہینے کی برکات سے مسلمانوں کے دلوں میں عبادت کی رغبت اور دنوں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے اس لئے یہاں سنت اور نفل نمازوں کا بیان کرنا مناسب اور برمحل ہے۔ جہاں تک نوافل کی فضیلت واہمیت کا تعلق ہے اس کے ضمن میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح بخاری کی ایک حدیث کا مفہوم ملاحظہ فرمائیے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اسے

اورانہی نوافل کے ذریعے ہمیں اپنی قرب کی منزل پر فائز فرمائے گا۔شاید کہ آخرت میں نوافل نجات کا ذریعہ اور سبب بن سکیں (آمین ثم آمین)

اس مقام پر یہ عرض کردینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ نوافل اس کے قبول ہوتے ہیں جو فرائض اور واجبات کی مکمل ادائیگی کرتا ہے اور ان کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتتا، آج کل یہ بات اکثر دیکھنے میں آتی ہے کہ لوگ فرائض وواجبات کی طرف اس قدر دھیان نہیں دیتے جس قدر کوشش نوافل کے لئے کرتے ہیں۔ بڑی عجیب بات ہے کہ زکوٰۃ جو فرض ہے اس کی طرف دھیان نہیں اور دیگر فضول خرچیوں میں سب کچھ اڑایا جارہا ہے، نماز باجماعت سے مکمل غافل ہیں اور ساری ساری رات ذکر وفکر کے نام سے گذار دی جاتی ہے جلسے میں ضرور حاضر ہوتے ہیں مگر فجر کی نماز میں نہیں کہاں تک عرض کیا جائے:

پوچھتے ہو کہ درد کہاں ہوتا ہے
ایک جگہ ہو تو بتاؤں کہ کہاں ہوتا ہے

کاش فرائض اور واجبات پر بھی سختی سے عمل پیرا ہوں۔

عبادت دو طرح کی ہے۔

مقصودہ اور غیر مقصودہ

وضو غیر مقصودہ عبادت ہے اور نماز مقصودہ وضو اس لئے کیا جاتا ہے کہ نماز پڑھ سکیں اس لئے کہ نماز کے لئے طہارت شرط ہے، شرط سے مراد یہ کہ بغیر اس کے پڑھی تو ہوگی ہی نہیں بلکہ اگر کسی نے جان بوجھ کر بلا طہارت نماز پڑھی تو بعض کے نزدیک کفر ہے اور حرام ہے۔

حدیث میں ہے کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے۔

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

کی سرحد پر حمایت بلاد اسلام کے لئے گھوڑا باندھنے کا۔(مسلم شریف)

عبداللہ الصنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ مؤمن وضو کرتا ہے تو کلی کرنے سے منہ کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈال کر ناک کو صاف کرتا ہے تو ناک کے گناہ نکل گئے اور جب منہ دھویا تو اس کے چہرے کے گناہ نکلے یہاں تک کہ پلکوں کے نکلے اور جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ نکلے یہان تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں سے نکلے اور جب سر کا مسح کیا تو سر کے گناہ نکلے یہاں تک کہ کانوں سے نکلے اور جب پاؤں دھوئے تو پاؤں کی خطائیں نکلیں یہاں تک کہ ناخنوں سے اور پھر اس کا مسجد کو جانا اور نماز پڑھنا اس سے زائد ہے۔

(مؤطا امام مالک ، نسائی)

☆......حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سخت سردی میں کامل وضو کرے اس کے لئے دوگنا ثواب ہے

(طبرانی)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایک ایک بار وضو کرے تو یہ ضروری بات ہے اور جو دو دو بار وضو کرے تو اس کو دوگنا ثواب ہے اور جو تین بار دھوئے تو یہ میرا اور اگلے نبیوں کا وضو ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل)

☆......حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو کوئی وضو کرے اور کامل وضو کرے پھر پڑھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ .

تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں جس

ضروری نوٹ

کسی عضو کے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اس عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے بھیگ جانے یا تیل کی طرح چپڑ لینے یا ایک آدھ بوند بہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے نہ اس سے وضو یا غسل ادا ہوگا اس امر کا لحاظ بہت ضروری ہے لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نمازیں اکارت جاتی ہیں بدن میں بعض جگہیں ایسی ہیں کہ جب تک ان کا خاص خیال نہ کیا جائے ان پر پانی نہ بہے گا

(ماخوذ از بہار شریعت)

اس لئے وضو یا غسل کرتے وقت جسم کے ان حصوں کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے اور یہ بھی ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں بعض بہت تنگ انگوٹھیاں اور چھلے پہنے جاتے ہیں اور بعض اوقات کلائیوں میں تنگ چوڑیاں پہنی جاتی ہیں اور کبھی پاؤں کے انگوٹھے وغیرہ میں کس کر دھاگا باندھ دیا جاتا ہے کہ ان کی موجودگی میں پانی کا پہنچنا انتہائی دشوار گذار ہوتا ہے اس لئے یا تو وضو کرتے ان کو اتار لینا چاہیے یا ایسی تدابیر اختیار کرنا چاہیے جس سے ہر عضو کے ہر حصے پر پانی بہہ جائے تاکہ وضو درست ہوسکے

چونکہ ضمناً وضو کا ذکر آجانے کی وجہ سے قارئین کی سہولت کے لئے مجمل طور پر اس کا تذکرہ کیا جارہا ہے تفصیل کے لئے کتب فقہ کی طرف رجوع کیا جائے، وضو، غسل اور اس سے متعلقہ مسائل کے لئے مؤلف کی کتاب، کتاب الصلوٰۃ مسمیٰ بہ احکام نماز کا مطالعہ از حد فائدہ مند ہوگا۔

وضو کی سنتیں

۱......نیت کرنا ۲......بسم اللہ سے شروع کرنا

۳...... پہلے ہاتھوں کو گٹوں تک تین بار دھونا ۴......مسواک کرنا

یہ عورتوں کے لئے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سنت ہے

۹......دونوں ہاتھوں سے منہ دھونا

۱۰......ہر عضو دھوتے وقت نیت وضو حاضر رہنا

۱۱......بسم اللہ، درود شریف اور دعائیں پڑھنا

۱۲......گردن کا مسح کرنا

۱۳......وضو سے فارغ ہوتے ہی آسمان کی طرف منہ کرکے کھڑے ہو کر کلمہ شہادت اور انا انزلناہ پڑھنا

۱۴......وضو کا بچا ہوا تھوڑا پانی پی لینا

۱۵......بغیر ضرورت بدن کو کپڑے سے بالکل خشک نہ کرنا

(عامہ کتب)

وضو کے مکروہات

فقہ کی کتابوں میں مکروہ کی تعریف کے ضمن میں لکھا ہے:

اَلْمَکْرُوْهُ ضِدُّالْمَحْبُوْبِ

(مراقی الفلاح)

یعنی پسندیدہ کی ضد کو مکروہ کہتے یعنی ناپسندیدہ اور اس کی دو قسمیں ہیں

۱......مکروہ تحریمی

۲......مکروہ تنزیہی

مکروہ تحریمی وہ جو حرام کے قریب ہے اور مکروہ تنزیہی وہ جو حلال کے قریب ہے

(مراقی الفلاح)

وضو میں جو چیزیں ناپسندیدہ ہے وہ یہاں درج کی جاتی ہیں

۱......وضو کے لئے ناپاک جگہ پر بیٹھنا یا ناپاک جگہ وضو کا پانی گرانا

۲......اعضاء وضو سے لوٹے وغیرہ میں وضو کا پانی ٹپکانا

۳......مسجد کے اندر وضو کرنا

کی جگہ سے جو ریح نکلتی ہے وہ ناقض وضو نہیں ہے

۲......خون، پیپ اور زرد رنگ کے پانی کا بدن سے نکل کر بہہ جانا

۳......کھانے یا پانی یا صفراء کی وہ قے جو منہ بھر ہو

۴......منہ سے خون کا نکلنا جبکہ تھوک پر غالب ہو

۵......آنکھ، کان، ناف، اور پستان وغیرہ میں دانہ یا ناسور یا کوئی بیماری ہو ان وجوہات کی وجہ سے جو آنسو یا پانی بہے وضو توڑ دے گا۔

۶......کروٹ کے بل، تکیہ لگا کر یا ایسی چیز کا سہارا لے کر سونا کہ اگر اس کو ہٹا دیا جائے تو گر جائے وضو توڑ دے گا

۷......بیہوشی، جنون، غشی اور اتنا نشہ کہ چلنے میں پاؤں لڑکھڑائیں

۸......بالغ کا قہقہہ لگا کر ہنسنا جبکہ رکوع اور سجود والی نماز میں ہو۔

نوٹ:

عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ گھٹنا یا ستر کھلنے یا اپنی یا پرائی شرمگاہ دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے۔ محض بے اصل بات ہے اور یہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ دوسروں کے سامنے ستر کھولنا بغیر ضرورت کے حرام ہے۔

اس کے علاوہ بھی نواقض وضو ہیں تفصیل کے لئے کتب فقہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

☆☆☆.................☆☆☆.................☆☆☆

۱۲......ایسی جگہ نہانا کہ کوئی نہ دیکھے

۱۳......کسی قسم کی بات چیت نہ کرنا اور نہ ہی کوئی دعا پڑھنا

۱۴......بیٹھ کر نہانا اور نہا کر فوراً کپڑے پہن لینا

۱۵......وضو کی سنتوں اور مستحبات کا غسل میں بھی خیال رکھنا

(در مختار ، ردالمحتار وغیرہ)

جن چیزوں سے غسل فرض ہوتا ہے

۱......منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ مرد وعورت کے عضو سے جدا ہونا

۲......احتلام یعنی سونے کی حالت میں خواب میں منی کا نکلنا جبکہ جاگنے پر کپڑوں پر تری پائی گئی اور اس کے منی ہونے کا یقین یا احتمال ہو تو غسل واجب ہے۔

۳......التقائے ختنین یعنی دونوں شرمگاہوں کا بلا حائل ایک دوسرے سے مل جانا اس حال میں کہ ایک کا دخول ہو

۴......حیض سے فارغ ہونا

۵......نفاس سے فارغ ہونا

تیمم

حدث اصغر اور حدث اکبر کے لاحق ہونے سے پاکی حاصل کرنے کے لئے وضو اور غسل کی ضرورت ہوتی ہے، پانی پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں وضو اور غسل کی جگہ تیمم کیا جاتا ہے پانی پر قدرت نہ ہونے کی چند وجوہات ہیں۔

۱...... بیماری

ایسی بیماری کہ وضو یا غسل سے اس کے زیادہ ہونے یا دیر میں اچھا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو، خواہ یوں کہ اس نے خود آزمایا ہو کہ جب وضو اور غسل کرتا ہے تو بیماری بڑھتی

۷......پانی کی قیمت کا زیادہ ہونا

یعنی وہاں کے حساب سے جو قیمت ہونی چاہیے اس سے دوگنا مانگتا ہے اور اگر قیمت میں اتنا فرق نہ ہو تو تیمم جائز نہیں۔

۸......گمان

یہ گمان کہ پانی کی تلاش کرنے میں قافلہ نگاہوں سے غائب ہو جائے گا یا ریل وغیرہ چھوٹ جائے گی یا یہ کہ عیدین کی نماز جاتی رہے گی۔

۹......نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کا خطرہ

غیر ولی کو نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے۔(بہار شریعت)

تیمم کے فرائض

تیمم کے تین فرائض ہیں۔

۱......نیت! اگر کسی نے ہاتھ مٹی پر مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا اور نیت نہ کی تو تیمم جائز نہ ہوگا۔

۲......دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر چہرے پر پھیرنا

۳......دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پھیرنا۔

تیمم کی سنتیں:

۱......شروع میں بسم اللہ پڑھنا

۲......دونوں ہتھیلیوں کے اندرونی حصہ کو زمین پر مارنا

۳......ہتھیلیوں کے اندرونی حصہ کو زمین پر رکھ کر آگے کی طرف کھینچنا

۴......پھر ان کو زمین پر رکھے ہوئے لوٹانا

۵......ہاتھوں کو جھاڑنا اس طرح کہ ایک ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ کو دوسرے ہاتھ کے

خصوصیت امت محمدیہ

پہلے انبیاء کرام کی امتوں میں سے کوئی امت ایسی نہ تھی جن کے لئے تیمم جائز ہوتا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے امت محمدیہ پر خاص انعام ہے جو اس سے پہلے کسی پر نہ ہوا حدیث میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَھُوْرًا.

(صحیح مسلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۹/۱)

ترجمہ: یعنی روئے زمین کو خاص طور پر ہمارے لئے مسجد اور ذریعہ طہارت بنایا گیا ہے

تیمم کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے

تیمم کو توڑ دیتی ہے ہر وہ چیز جو توڑ دیتی ہے وضو کو اور واجب کرتی ہے غسل کو اور علاوہ ان کے پانی پر قادر ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔ جبکہ پانی اتنی مقدار میں ہو جو اس کی ضروریات اصلیہ سے زائد ہو اور وضو کے لئے کافی ہو۔ (عامہ کتب)

تحیۃ الوضوء

وضوء کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے بشرطیکہ نوافل کی ادائیگی کے لئے اوقات مکروہ نہ ہوں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ غسل کے بعد بھی دو رکعات پڑھنا مستحب ہے اور اگر کسی نے وضو کرنے کے بعد فرض اور سنتیں پڑھیں تو وہی قائم مقام تحیۃ الوضوء کے ہو جائیں گے۔

(ردالمختار)

احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں تحیۃ الوضوء کی بڑی فضیلت بیان کی گئی اور عاشق رسول مؤذن رسول حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اسلام قبول کیا اس کے بعد تحیۃ الوضوء میں مداومت فرماتے رہے جس کی وجہ سے ان کے بہت سے

مسلم معاشرہ قدر منزلت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے لغوی معنی کے اعتبار سے مسجد سجدہ کی جگہ کو کہتے ہیں مگر اصطلاح میں مسجد اس جگہ کو کہتے ہیں جسے مسلمانوں نے اپنی ملکیت سے الگ کر کے مسلمانوں کی عبادت کے لئے وقف کر دیا ہو اور عبادت کے لئے اذن عام کر دیا ہو پہلی قومیں معروف مساجد میں نماز پڑھ سکتی تھیں مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے مسلمانوں کو دیگر خصوصیتوں کے ساتھ یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ ہر پاک اور عبادت کے لائق جگہ پر نماز پڑھ سکتے ہیں یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ جس جگہ پر ایک مرتبہ مسجد بن جائے وہ جگہ قیامت تک مسجد ہی رہتی ہے اور تحت الثریٰ سے لے کر سدرۃ المنتہیٰ تک ساری زمین اور ساری فضا مسجد ہی ہوتی ہے۔ مساجد میں عبادت کا ثواب ۲۷ درجہ سے لے کر ۷۰۰ گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔

مسجد کی فضیلت

مسجد خانہ خدا ہونے کے ساتھ ساتھ، شعائر اللہ اور شعائر اسلام بھی ہے اور اسلام کی عظمت کا نشان بھی ہے اور مرکز اسلام بھی ہے اور جنت کی کیاری بھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روئے زمین پر اللہ کے گھر مساجد ہیں اور اللہ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے کہ وہ اپنے گھر آنے والوں کی تکریم کرے۔ (المعجم الطبرانی)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی اللہ اس کا گھر جنت میں بناتا ہے۔

(بخاری، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آ کر نماز کے انتظار میں بیٹھتا ہے جب تک وہ نماز کے انتظار میں رہے فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اس وقت تک جب تک کہ اس کا وضو نہ ٹوٹے۔

۵......وہ جسے کسی صاحب منصب و جمال عورت نے بلایا ہو اور اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

۶......وہ شخص جس نے صدقہ دیا اور اتنا چھپایا کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی کہ داہنے نے خرچ کیا۔

۷......وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور آنکھوں سے آنسو بہے۔

مسجد میں داخلہ

مسجد میں داخل ہونے کی بڑی فضیلت ہے جو شخص مسجد میں داخل ہو جاتا ہے وہ امن میں آ جاتا ہے اس لئے کہ مسجد امن کی جگہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح یا شام کو مسجد میں جائے اللہ اس کے لئے جنت میں مہمانی تیار کرتا ہے جتنی بار جائے۔ (بخاری، مسلم)

مسجد میں داخل ہونے کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو پہلے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے پھر پڑھے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ .

ترجمہ: اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

سنن ابن ماجہ میں منقول روایت کے الفاظ یہ ہیں:

اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیُسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِیَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ .

(سنن ابن ماجہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص: ۵۶)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت:

بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ. پڑھتے اس کے بعد وہ دعائیں پڑھتے

(سنن ابن ماجہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص: ۲۶)

نوافل تحیۃ المسجد

مسجد کی عظمت کے پیش نظر ضروری ہے کہ جو شخص بھی مسجد میں داخل ہو دو رکعت نماز پڑھے اگر ہو سکے تو چار رکعت پڑھے اس نماز کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔

ایک حدیث ملاحظہ فرمایئے جس کے راوی حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَادَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلاَ یَجْلِسْ حَتّٰی یُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ.

(صحیح بخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۵۶)

ترجمہ: جب تم سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اسے بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لینی چاہیے۔

☆......جب اوقات مکروہ میں مسجد میں داخل ہو تو تحیۃ الوضوء نہ پڑھے بلکہ تسبیح وتہلیل ودرود شریف میں مشغول ہو حق مسجد ادا ہو جائے گا۔ (ردالمحتار)

☆......اس نماز کے پڑھنے کا وقت یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے، اگر بغیر پڑھے بیٹھ گیا تو ساقط نہیں ہوئی اب پڑھ لے۔ (ردالمحتار)

☆......فرض یا سنت یا کوئی نماز پڑھ لی تو تحیۃ المسجد ادا ہوگئی۔ اگرچہ تحیۃ المسجد کی نیت نہ کی ہو اس نماز کا حکم اس کے لئے ہے جو مسجد میں نماز کی نیت سے نہ گیا ہو، بلکہ درس وتدریس وذکر وغیرہ کے لئے گیا ہو اگر فرض یا اقتداء کی نیت سے مسجد میں گیا تو یہی قائم مقام تحیۃ المسجد ہے بشرطیکہ داخل ہونے کے بعد ہی پڑھے گا اگر عرصہ کے بعد

ایک اور حدیث یہ ملاحظہ فرمائیے:

معاذ بن انس جہنی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ قَعَدَ فِیْ مُصَلَّاہُ حِیْنَ یَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی یُسَبِّحَ رَکْعَتَیِ الضُّحٰی لَایَقُوْلُ اِلَّا خَیْرًا غُفِرَلَہٗ خَطَایَاہُ وَاِنْ کَانَ اَکْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ ۔(سنن ابی داؤد)

ترجمہ: جو شخص نماز فجر کے فارغ ہونے کے بعد مصلے پر بیٹھا رہے۔ اور اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے یعنی سورج نکلنے کے بعد اور دونوں نمازوں کی درمیان کوئی بات نہ کہے، سوائے کلمہ خیر کے تو اس کے گناہ مٹادیے جاتے ہیں چاہے سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔ بعض اہل تحقیق کے ہاں اس نماز سے مراد نماز اشراق ہے۔

غنیۃ الطالبین میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز فجر کے بعد مصلے پر بیٹھ کر ذکر واذکار کرتے رہتے تھے اور بعد طلوع شمس دو رکعت پڑھ کر جاتے تھے لوگوں کے پوچھنے پر آپ نے جواب دیا میں سنت کی پیروی میں ایسا کرتا ہوں۔ اور بعض دیگر مستند کتابوں میں اس نماز کی فضیلتیں بیان ہوئی ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ نماز پڑھنے والے کی روزی میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔

غنیۃ الطالبین ایسی کتاب ہے جو حضور غوث اعظم، سید الاسیاد، فرد الافراد، مرجع الاوتاد، نافع البلاد، دافع الفساد، غوث الاغواث، محبوب سبحانی، قطب ربانی، شہباز لامکانی، غوث صمدانی، عارف حقانی، قندیل نورانی، شمع لاثانی، پیر پیراں، میر میراں، شاہ جیلاں، ماہ گیلاں، مرکز دائرہ قطبیت، مصدر فیضان ولایت، مظہر شان رسالت، الشیخ السید ابو محی الدین عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے۔ اور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ذات والا صفات ہیں جن کے نام کے ڈنکے

نمازِ چاشت

اسلام اپنے ماننے والوں کو ہر وقت یادالٰہی میں مصروف ومشغول دیکھنا چاہتا ہے اسی لئے دن اور رات کے آٹھوں پہر یعنی چوبیس گھنٹوں میں یادالٰہی کا ایک سلسلہ قائم ہونا چاہیے۔ دیکھ لیجئے کبھی فجر، کبھی ظہر، کبھی عصر، کبھی مغرب، کبھی عشاء، کبھی رات کی نماز، کبھی اشراق، کبھی اوابین، اور کبھی چاشت کی نماز، اس نماز کو صلوٰۃ الضحیٰ بھی کہتے ہیں اور یہ مستحب ہے کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں اور افضل بارہ رکعتیں ہیں۔

حدیث میں ہے جس نے چاشت کی بارہ رکعتین پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔ سبحان اللہ کتنی چھوٹی سی مزدوری کے بدلے مین کتنا عظیم اجر ہے۔ وہ ذات رب ذوالجلال ہمارے عمل کے مطابق نہیں بلکہ اپنی رحمت کے مطابق عطا فرماتا ہے۔ بارہ رکعتوں کے بدلے میں سونے کا محل اور وہ بھی جنت میں

ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ

اور

وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ

سونے کے محل والی حدیث پڑھیئے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّی الضُّحیٰ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً بَنَی اللّٰہُ لَہٗ قَصْرًا فِی الْجَنَّۃِ مِنْ ذَھَبٍ .

(جامع ترمذی ۱/۱۰۸)

ترجمہ: انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بارہ رکعت چاشت کی پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے سونے کا محل جنت میں بناتا ہے۔

سے یہ کسی نے نہیں بیان کیا کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہو سوائے ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وہ فرماتی ہیں:

قَالَتْ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَیْتَھَا یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ فَغَسَلَ وَثَمَانِیَ رَکْعَاتٍ فَلَمْ اَرَ قَطُّ اَخَفَّ عَنْھَا غَیْرَ اَنَّہٗ یُتِمُّ الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ.

(صحیح البخاری ۱/۱۵۷، جامع الترمذی ۱/۱۰۸)

ترجمہ: بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان میں تشریف لائے، غسل کیا اور آٹھ رکعات پڑھیں، میں نے آپ کو ایسی ہلکی نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا ہاں رکوع وسجود پورے فرماتے تھے۔

ویسے تو نماز چاشت کی روایت کرنے والے صحابہ کی تعداد بیس ہے لیکن یہ شرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آٹھ رکعات پڑھتے دیکھنے کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچازاد بہن حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کو نصیب ہوا۔ یاد رہے کہ ان کا مشہور نام فاختہ ہے حضرت علی شیر خدا کی بہن ہیں اور معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کے گھر آرام فرمارہے تھے۔ اس مذکورہ حدیث سے چاشت کی آٹھ رکعات ثابت ہوئیں جبکہ اس سے پہلے جامع ترمذی کے حوالے سے آپ حدیث پڑھ آئے ہیں کہ چاشت کی زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات ہیں۔

فضیلت نماز چاشت

اس نماز کی فضیلت میں روایات تو بے شمار ہیں ان میں سے چند ایک درج کی جاتی ہیں۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَاَبِیْ ذَرٍّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَنَّہٗ قَالَ ابْنُ اٰدَمَ اِرْکَعْ لِیْ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ مِنْ اَوَّلِ النَّھَارِ اَکْفِکَ آخِرَہٗ.

(جامع ترمذی ۱/۱۰۸، سنن ابی داؤد ۱/۱۹۰)

میرا قیام بھائی منور حسین کے ہاں

نماز چاشت کے متعلق بہت سی کتب میں اس کے فضائل میں بہت کچھ لکھا ہے مگر میں کتابیں نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ تفصیل سے لکھنے سے معذور ہوں۔ اس لئے کہ میں ان دنوں (۶ ستمبر ۲۰۰۶) میں امریکہ، نیویارک کے علاقے اسٹوریا کوئینز میں ٹھہرا ہوا ہوں میرا قیام ۲۱ سٹریٹ ۳۲۔۲۵ بلڈنگ دوسری منزل میں ہے یہاں پر میں مہمان ہوں، میرے میزبان میرے چھوٹے بھائی برادر حقیقی، پیکر اخلاص ومحبت منکسر المزاج، جن کے اخلاق کا زمانہ معترف ہے جناب محترم منور حسین دام اقبالہ اور جناب محترم ومکرم پہلوان محمد اشرف کلیر صاحب اور حاجی محمد ارشد کلیر صاحب، یہ دونوں بھائی آپس میں برادر حقیقی ہیں اور ان کے علاوہ میرے عزیز جناب محمد نواز کھوکھر صاحب اور عزیزم سعد خالد سلمہ ہیں۔ دن رات ملنے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے مگر نیویارک جیسے علاقے میں رہتے ہوئے ان کی پیشانی پر کبھی بل نہیں دیکھے۔ سب ہستیاں میری خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتیں بلکہ ہر وقت آگے پیچھے رہتے ہیں۔ میں سب کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ان کو کامیاب وکامران فرمائے اور دین ودنیا میں شاد وآباد رکھے اور دولت دارین سے سرفراز فرمائے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ .

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

والوں کی خاطر مدارت کے لئے ہر قسم کا انتظام موجود ہے۔مگر مجھے آپ اپنے معتمد خاص اور مرید باوفا الحاج خلیفہ محمد یونس اویسی نوشاہی قادری دامت برکاتہم العالیہ کے درِدولت پر ٹھہراتے ہیں۔قبلہ اویسی صاحب بڑے ملنسار اور شفیق ساتھی ہیں ان کے دستر خوان پر بڑے بڑے لوگوں کی آمد رہتی ہے۔

قاری عبدالقیوم الفت

سر زمین انگلستان میں ناچیز کا خصوصی تعلق اور دوستانہ الحاج خلیفہ قاری محمد عبدالقیوم الفت نوشاہی دامت برکاتہم العالیہ کے ساتھ ہے۔قاری عبدالقیوم الفت نوشاہی صاحب بڑے عقلمند، دانا اور زیرک انسان ہیں،عوام وخواص میں یکساں مقبول اور ہر دلعزیز ہیں قیام انگلستان میں مجھے جب بھی کتابوں کی ضرورت پڑتی ہے حضرت پیر سید معروف حسین عارف نوشاہی دامت برکاتہم کی ذاتی لائبریری سے مجھے کتابیں دیکھنے کو مل جاتیں اگر وہاں قیام کے دوران لکھتا تو مجھے کتب سے حوالہ جات تلاش کرنے میں یقینی طور کوئی دقت نہ ہوتی ادھر امریکہ میں رہتے ہوئے جو کتابیں میسر آتی ہیں ان سے استفادہ کرتا ہوں۔

وقت چاشت

اس نماز کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔

(عالمگیری ، ردالمختار)

☆☆☆.................☆☆☆.................☆☆☆

اور پھر اس میں امت مسلمہ کا معمول بھی ہے اور محدثین نے کئی طرق سے اس کو بیان کیا ہے ایسی صورت میں اس کا ضعف ختم ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں ایک حدیث اور پڑھیے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ.

(جامع ترمذی ۹۸/۱)

ترجمہ: جو شخص مغرب کی نماز کے بعد بیس رکعات پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اوابین چھ رکعات سے بیس رکعات تک ہیں اس میں پہلی دو رکعتین سنت مؤکدہ ہیں بقیہ سب مستحب ہیں۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَالْفَرِيْضَةِ صَلٰوةُ اللَّيْلِ .

(جامع ترمذی ۱/ ۹۹)

ترجمہ: اللہ کے مہینے رمضان المبارک کے روزے کے بعد سب سے افضل روزہ محرم کا روزہ ہے اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے۔

رات کی نماز پڑھنے والا ذاکرین میں لکھا جاتا ہے

حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَيْقَظَ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ جَمِيْعًا كُتِبَ فِى الذَّاكِرِيْنَ وَالذَّاكِرَاتِ .

(سنن ابی داؤد ۱/ ۱۹۲)

ترجمہ: یعنی جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے گھر والوں کو جگائے پھر دونوں دو دو رکعات نماز پڑھیں وہ ذاکرین اور ذاکرات میں لکھے جائیں گے۔

ایک اور حدیث میں ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَاَيْقَظَ اِمْرَاَتَهٗ فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِىْ وَجْهِهَا الْمَاءَ رَحِمَ اللّٰهُ اِمْرَاَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَاَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَاِنْ اَبٰى نَضَحَتْ فِىْ وَجْهِهِ الْمَاءَ .

(سنن ابی داؤد ۱/ ۱۹۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس شخص پر جس نے رات کو خود اٹھ کر نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو جگایا پھر اگر وہ اٹھنے کے لئے تیار نہ ہوئی تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے، رحم فرمائے اللہ تعالیٰ اس عورت پر رات کو نماز کے

تہجد کے وقت مسواک کرنا

جب بندہ سو کر اٹھتا ہے تو سونے کے بعد اٹھنے پر اس کا منہ لعاب سے بھر جاتا ہے جس کی وجہ منہ کا ذائقہ بھی اپنی اصل پر نہیں رہتا اور منہ سے عجیب قسم کی بساند آنے کا بھی اندیشہ رہتا ہے اس لئے صبح بیداری کے وقت مسواک کو اپنا معمول بنانا چاہیے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو سراپا رحمت ہیں اور سر سے لے کر پاؤں تک نور کے سانچے میں ڈھل کر تشریف فرما ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تعلیم امت کے لئے مسواک کو اپنا معمول بنایا حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا قَامَ لِلتَّھَجُّدِ مِنَ اللَّیْلِ یَشُوْصُ فَاہُ بِالسِّوَاکِ.

(صحیح البخاری ۱/۱۵۳)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کی نماز کے وقت اٹھتے تو اپنے دہن مبارک کو مسواک سے صاف فرماتے تھے۔

اللہ کو پسندیدہ عمل

جو شخص دو تہائی رات کو سونا چاہے اور ایک تہائی عبادت کرنا چاہے تو اس کے لیے افضل یہ ہے کہ پہلی اور پچھلی رات میں سوئے اور درمیانی شب میں جاگ کر عبادت کرے۔ اور اگر رات کا آدھا حصہ جاگنا چاہتا ہے اور آدھا سونا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ رات کا پہلا حصہ سوئے اور دوسرا حصہ جاگ کر عبادت کرے اور اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ عمل بھی یہی ہے۔

حدیث ملاحظہ کیجئے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ اَحَبُّ الصَّلٰوۃِ اِلَی اللّٰہِ صَلٰوۃُ دَاوٗدَ وَاَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰہِ صِیَامُ دَاوٗدَ وَکَانَ یَنَامُ نِصْفَ

وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ ، وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ ، وَالسَّاعَۃُ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ آمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْ لِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَااَخَّرْتُ وَمَااَسْرَرْتُ وَمَااَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ .

(صحیح بخاری ۱۵۱/۱)

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ تیرے لئے حمد ہے تو زمین وآسمان اور جو کچھ اس میں ہے اس کا قائم رکھنے والا ہے اور تیرے لئے حمد ہے تو زمین وآسمان اور ان کے درمیان رہنے والی چیزوں کا نور (یعنی نور عطا کرنے والا ہے) اور تیرے لئے حمد ہے کہ تو زمین وآسمان اور جو کچھ ان میں ہے سب کا بادشاہ ہے اور تیرے لئے ہی حمد ہے کہ تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے، اور تیری ملاقات حق ہے، اور تیری بات سچی ہے اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور انبیاء حق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں اور قیامت حق ہے اے اللہ میں تیرے لئے اسلام لایا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا، اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیرے بھروسے پر میں (کفار سے) لڑتا ہوں اور تجھ سے فیصلہ چاہتا ہوں، بخش دے میرے پہلے گناہ اور پچھلے گناہ اور جو پوشیدہ ہوئے اور جو کھلم کھلا ہوئے، تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے تو ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

یہ وہ دعا ہے جس کے مانگنے والے کی تمام حاجتیں پوری ہوتی ہیں، مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں، پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں اور یہ دعا کر کے مراد مانگے تو گوہر مراد حاصل ہو جاتا ہے۔

☆☆☆............☆☆☆............☆☆☆

اور رکوع میں دس بار پھر رکوع سے سر اٹھائے اور سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد کے بعد دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر سجدہ میں جائے اور سجدہ میں دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر سجدہ سے سر اٹھائے اور دونوں سجدوں کے درمیان دس بار یہی تسبیح پڑھے، پھر دوسرے سجدے میں جائے اور دس بار یہی تسبیح پڑھے۔ اسی طرح چار رکعات پڑھے، ہر رکعت میں پچھتر بار اور چاروں رکعتوں میں کل تین سو بار ہوئیں۔

☆......رکوع وسجود میں سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کے بعد تسبیحات پڑھے۔ (بہار شریعت)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس نماز میں کون کون سی سورتیں پڑھی جائیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا سورۃ تکاثر اور سورۃ العصر اور قل یا ایھا الکفرون اور قل ھو اللہ احد اور بعض نے کہا ہے کہ سورۃ الحدید اور سورۃ الحشر اور سورۃ الصف اور سورۃ التغابن پڑھے۔ (درمختار)

☆......اگر کسی خطا سے سجدہ سہو واجب ہو تو سہو کے دونوں سجدوں میں یہ تسبیحات نہ پڑھیں۔ (بہار شریعت)

☆......اگر کسی جگہ بھول کر تسبیحات نہ پڑھیں ہوں تو دوسرے جگہ پڑھ لیں تاکہ مقدار پوری ہو جائے اور بہتر یہ ہے کہ جو دوسرا موقع تسبیح کا آئے وہاں پڑھ لیں مثلاً قومہ میں بھولا تو سجدہ میں پڑھے اور رکوع میں بھولا تو بھی سجدہ ہی میں پڑھے اور رکوع میں بھولے تو قومہ میں نہ پڑھے اور سجدہ میں بھولا تو جلسہ میں نہ پڑھے۔ اس لئے کہ قومہ اور جلسہ کی مقدار تھوڑی ہے۔ (ردالمختار)

قومہ

☆......یاد رکھنا چاہیے کہ رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہونے کو قومہ کہتے ہیں۔ (عامہ کتب)

مَنْ كَانَتْ لَهُ اِلَى اللهِ حَاجَةٌ اَوْاِلٰى اَحَدٍ مِنْ بَنِىْ آدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُحْسِنِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ لِيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لِيُثْنِ عَلَى اللهِ وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ: جس کی کوئی حاجت اللہ کی طرف ہو یا کسی بنی آدم کی طرف ہو تو اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی ثنا کرے اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے ثُمَّ لِيَقُلْ پھر پڑھے:

لَااِلٰـهَ اِلَّااللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللهِ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَاتَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّاغَفَرْتَهُ وَلَاهَمًّا اِلَّافَرَّجْتَهُ وَلَاحَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّاقَضَيْتَهَا يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .

(جامع ترمذی ۱/۱۰۹،۱۰۸)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم و کریم ہے پاک ہے اللہ عرش عظیم کا مالک ہے تمام تعریف اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب مانگتا ہوں اور طلب کرتا ہوں تیری بخشش کے ذرائع، ہر نیکی سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں، میرے ہر گناہ کو بخش دے۔ میرے ہر غم کو دور کردے اور میری ہر حاجت کو جو تیری رضا کے موافق ہو پورا کردے۔ اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربانی فرمانے والے۔

اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے راوی ہیں کہ ایک نابینا صحابی بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے، عرض

نمازِ استخارہ

جب کوئی اہم مسئلہ درپیش ہو یا کوئی ایسا کام کرنا ہو جس میں دل کسی ایک طرف نہ جمتا ہو، کبھی ایک طرف ہو، کبھی خیال دوسری طرف، مثلاً سفر پر جانا ہو یا کسی سے شراکت کرنی ہو یا کوئی عہد و پیمان کرنا ہو، یا کسی سے رشتہ طے کرنا ہو، یا کوئی نئی چیز خریدنی ہو تو اپنے کام میں اللہ سے مدد طلب کرنے اور اس کی رضا معلوم کرنے کے لئے استخارہ کیا جاتا ہے۔ اس کی تعلیم خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو دی ہے۔

استخارہ کی تعلیم

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا کہنا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تمام امور میں استخارہ کی تعلیم اسی طرح دیتے تھے جیسے قرآن کی تعلیم دیتے تھے چنانچہ حدیث میں ہے جس کے راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ .

(صحیح بخاری ۱۵۵/۱ .جامع الترمذی ۱۰۹/۱ .سنن ابی داؤد ۲۲۲/۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استخارہ کی تعلیم ہم کو تمام امور میں ایسے دیتے تھے جیسے قرآن کی سورتوں کی تعلیم دیتے تھے۔

يَقُوْلُ اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ

ترجمہ: فرماتے جب تم میں سے کوئی کسی امر کا ارادہ کرے تو چاہیے کہ دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ پھر یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ

صدقہ فطر کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ

فَرَضَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَکوٰۃَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ وَصَاعًا مِنْ شَعِیْرٍ عَلَی الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی وَالصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ .

(صحیح البخاری ۲۰۴/۱)

ترجمہ: اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو، غلام و آزاد ، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے ہر مسلمان پر مقرر کیا ہے۔

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے کہ:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُنَادِیًا فِیْ فِجَاجِ مَکَّۃَ اِلَّا اَنَّ صَدَقَۃَ الْفِطْرِ وَاجِبَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ .

(جامع ترمذی ۱۴۶/۱)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ کی گلی کوچوں میں اعلان کر دے کہ صدقہ فطر واجب ہے ہر مسلمان پر، مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام چھوٹا ہو یا بڑا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ بندہ کا روضہ زمین آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے جب تک وہ صدقہ فطر ادا نہ کرے۔

(ابن عساکر)

مسئلہ: عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی صدقہ فطر ہر مسلمان مالک نصاب مرد وعورت پر جس کا نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہوتا ہے اور مسنون یہ ہے

عیدالفطر

عید کی نماز ہجرت کے پہلے سال شروع ہوئی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو یہاں کے لوگوں کے دو دن تھے جن میں وہ کھیل کود میں مشغول ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیسے دن ہیں؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ ان دنوں میں ہم زمانہ جاہلیت میں کھیل کود کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ان دو دنوں کی بجائے دو بہتر دن مقرر فرمائے ہیں۔

عیدالاضحیٰ، عیدالفطر

رمضان المبارک کے فریضہ کی ادائیگی، رمضان کی راتوں کا قیام، دیگر نفلی عبادت کی قبولیت کی امید، صدقہ فطر سے اس مہینے میں ہونے والی فروگزاشتوں کا مداوا، یہ سب اللہ کے فضل وکرم سے ہے اس کے شکرانہ کے طور پر عیدالفطر مناتے ہوئے دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے۔

عیدالفطر کا حکم:

عیدالفطر کی نماز واجب ہے نماز عید سے پہلے، حجامت بنوانا، ناخن ترشوانا، غسل کرنا، مسواک کرنا، دھلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، میٹھی چیز کھانا، عیدگاہ جلد چلے جانا ایک راستہ سے جانا دوسرے سے آنا مستحب اعمال ہیں حدیث میں ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْاَضْحٰى. (سنن ابن ماجه ص ۹۳)

ترجمہ: عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرماتے تھے۔

يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا . (صحیح بخاری ۱/۲۹۱)

بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن تشریف لائے دو رکعت نماز عید پڑھائی نہ اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی نہ اس کے بعد۔

اور ابو سعید خدری سے روایت ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعِيْدَيْنِ شَيْئًا فَإِذَا رَجَعَ إِلٰى مَنْزِلِهٖ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ .

(سنن ابن ماجه صفحه ۹۲)

ترجمہ: اللہ کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے جب گھر کو لوٹتے تو دو رکعت پڑھتے تھے۔

نماز عید کا وقت

نماز عید کا وقت بقدر ایک نیزہ سورج بلند ہونے سے نصف النہار شرعی تک ہے مگر عید الفطر میں دیر کرنا اور عید الاضحیٰ میں جلدی کرنا پسندیدہ ہے۔

حدیث میں ہے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے لئے لوگوں کے ساتھ نکلے تو انہوں نے امام کے دیر کرنے کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّا كُنَّا قَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هٰذَا ذَالِكَ حِيْنُ التَّسْبِيْحِ .

(سنن ابی داود ۱/۱۶۱ .سنن ابن ماجه ص ۹۳)

ترجمہ: اس وقت تو ہم فارغ ہو چکے ہوتے اور یہ وقت تو تسبیح کا وقت ہے۔

نماز عید کا طریقہ

ابو عبد الرحمٰن قاسم سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ کے بعض صحابہ نے بتایا:

قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيْدٍ فَكَبَّرَ اَرْبَعًا ثُمَّ

عَبۡدِاللّٰہِ وَحُذَیۡفَۃَ وَاَبِیۡ مَسۡعُوۡدِ الۡاَنۡصَارِیِّ وَاَبِیۡ مُوۡسَی الۡاَشۡعَرِیِّ فَسَاَلَھُمۡ عَنِ التَّکۡبِیۡرِ فَاَسۡنَدُوۡا اَمۡرَھُمۡ اِلٰی عَبۡدِاللّٰہِ فَقَالَ عَبۡدُاللّٰہِ یَقُوۡمُ فَیُکَبِّرُ ثُمَّ یُکَبِّرُ ثُمَّ یُکَبِّرُ ثُمَّ یَقۡرَاُ ثُمَّ یُکَبِّرُ وَیَرۡکَعُ وَیَقُوۡمُ فَیَقۡرَاُ ثُمَّ یُکَبِّرُ ثُمَّ یُکَبِّرُ ثُمَّ یُکَبِّرُ ثُمَّ یُکَبِّرُ الرَّابِعَۃَ ثُمَّ یَرۡکَعُ ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۷۴ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

ترجمہ: کردوس سے روایت ہے کہ سعید بن العاص ذی الحجہ کے مہینے میں آئے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت حذیفہ، حضرت ابومسعود انصاری اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کے پاس ایک قاصد بھیج کر عیدین کی تکبیرات کے بارے میں سوال کیا سب نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اس سوال کا جواب دیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (عید پڑھنے کے لئے) کھڑا ہو اور (تکبیر تحریمہ کے بعد) تکبیر کہے، پھر تکبیر کہے، پھر تکبیر کہے پھر قراءت کرے پھر تکبیر کہے اور رکوع کرے......اور کھڑا ہو پھر قراءت کرے پھر تکبیر کہے، پھر تکبیر کہے، پھر تکبیر کہے پھر چوتھی تکبیر پر رکوع کرے۔

اسی روایت کو امام عبدالرزاق نے بھی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:

علقمہ اور اسود بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت حذیفہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں سے سعید بن العاص نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نماز کا طریقہ پوچھا ان دونوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اس سوال کا جواب دیں تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یُکَبِّرُ اَرۡبَعًا ثُمَّ یَقۡرَاُ ثُمَّ یُکَبِّرُ فَیَرۡکَعُ ثُمَّ یَقُوۡمُ فِی الثَّانِیَۃِ فَیَقۡرَاُ ثُمَّ یُکَبِّرُ اَرۡبَعًا

(مصنف عبدالرزاق ۳/ ۲۹۴، ۲۹۳ مطبوعہ اسلامی بیروت ۔ المحلی ابن حزم ص ۸۳ مطبوعہ ادارۃ المنیریہ)

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهُ قَالَ خَرَجَ الْوَلِيْدُ بْنُ عُقْبَةَ اِلٰى ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَحُذَيْفَةَ وَاَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَقَالَ اِنَّ عِيْدَكُمْ غَدًا فَكَيْفَ اُصَلِّيْ؟ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَخْبِرْهُ فَقَالَ اِبْدَأْ بِالصَّلٰوةِ بِلَا اَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ كَبِّرْ فِي الْاُوْلٰى خَمْسًا اَرْبَعَةً قَبْلَ الْقِرَاءَةِ ثُمَّ اقْرَأْ وَكَبِّرِ الْخَامِسَةَ فَارْكَعْ بِهَا ۔ ثُمَّ قُمْ فَاقْرَاُوْا وَالْ مَابَيْنَ الْقِرَائَتَيْنِ ثُمَّ كَبِّرْ اَرْبَعًا وَارْكَعْ بِآخِرِهِنَّ ۔ (کتاب الآثار ص ۵۹ مطبوعه مکتبه الریه سانگله هل)

ترجمہ: ابراہیم کہتے ہیں کہ ولید بن عقبہ حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ، اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم کے پاس گیا اور کہا کل تمہاری عید ہے میں کس طرح نماز پڑھاؤں حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا اے ابو عبدالرحمٰن! (ابو عبدالرحمٰن حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) اس کو خبر دیجئے آپ نے فرمایا شروع کرو نماز بغیر اذان کے اور اقامت کے اور پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں کہو چار قراءت سے پہلے (یعنی ایک تکبیر تحریمہ اور تین عید کی تکبیریں) پھر قراءت کرو پھر پانچویں تکبیر کے ساتھ رکوع کرو پھر کھڑے ہو کر قراءت اور الحمد للہ اور سورۃ کو ملاؤ پھر چار تکبیریں کہو اور چار تکبیریں کہو اور چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع کرلو۔

نماز عید کا خطبہ:

نماز عید کی دو رکعات کے بعد دو خطبے ہیں اور خطبہ جمعہ میں جو چیزیں سنت ہیں اس میں بھی سنت ہیں اور جو چیزیں وہاں مکروہ ہیں اس میں بھی مکروہ ہیں بجز دو باتوں کے چنانچہ حدیث میں ہے، حضرت عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں:

قَالَ شَهِدْتُ صَلٰوةَ الْفِطْرِ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيْهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ۔

(صحیح البخاری جلد اول ص ۱۳۱ . صحیح مسلم جلد اول ص ۲۹۸)

اس راستے کی بجائے دوسرے راستے کا انتخاب کرتے ہیں۔اس زمانے میں بعض لوگ اس پر اعتراض کرتے ہوئے وجہ اور حکمت پوچھتے ہیں۔اس کی وضاحت کے لئے سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث شریف میں ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ .

(صحیح البخاری ۱/ ۱۳۴)

ترجمہ: عید کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم راستہ تبدیل فرماتے تھے۔

راستہ تبدیل کرنے کی حکمتیں

۱.....شوکت اسلام کا اظہار ہو۔دونوں راستوں پر آتے جاتے مسلمانوں کو دیکھ کر غیر مسلموں پر ہیبت طاری ہو۔

۲.....دونوں راستے قیامت کے دن عید پڑھنے والوں کی گواہی دیں۔

۳.....دونوں راستوں کو جائے عبادت کی گزرگاہ بننے کی فضیلت حاصل ہو۔

۴.....چونکہ عیدگاہ کو جاتے اور آتے وقت تکبیرات پڑھنے کا حکم ہے اس لیے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ متعدد جگہوں پر ذکر الٰہی ہو۔

۵.....دونوں راستوں کے لوگوں سے ملاقات ہو اور سلام ودعا اور حال واحوال پوچھنے کا تبادلہ ہو۔

۶.....دونوں راستوں کے ضرورت مندوں پر صدقہ وخیرات کی ترغیب حاصل ہو۔

۷.....بھیڑ اور اژدہام کی وجہ سے راستہ طے کرنے میں دشواری نہ ہو۔

۸.....نماز عید کے لئے جانے والے نمازیوں کے ذکر سے وہاں پر بسنے والے بے نمازیوں کے ضمیر پر چوٹ پڑے شاید اسی وجہ سے وہ بھی نمازی بن جائیں۔

سال روزہ رکھا جو ایک نیکی لائے گا اسے دس ملیں گی تو ماہ رمضان کا روزہ دس مہینے کے برابر ہے اوران چھ دنوں کے بدلے میں دو مہینے تو پورے سال کے روزے ہو گئے۔

(مسند امام اعظم)

ایک حدیث میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھ دن شوال میں روزے رکھے تو وہ شخص گناہوں سے ایسا نکل گیا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کے آیا ہو۔

(طبرانی)

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو رمضان المبارک کے بعد ان چھ روزوں سے بھی شرف یاب ہوتے ہیں۔

آخر میں اس فقیر پُر تقصیر کی بارگاہ ربّ العزت میں دعا ہے کہ وہ اس مختصر سے رسالہ کو مؤلف کے لئے کفارۂ سیئات اور نجاتِ اخروی کا باعث بنائے اور قارئین کے لئے نفع بخش بنائے۔

آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم الامین الرؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علی الرسول خیر خلقہ محمد و آلہ و آصحابہ اجمعین .

☆☆☆.................☆☆☆.................☆☆☆

حسن المعاقبۃ بالیصال ثواب العادۃ

ایصال ثواب

ایصال ثواب کے موضوع پر ایک پر اثر اور فکر انگیز تحریر جس میں ندائے یا رسول اللہ ﷺ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے قبروں پر پھول ڈالنے اور وما اھل بہ لغیر اللہ پر تحقیقی مواد موجود ہے

امتیاز حق و باطل

جس میں اختلاف امت کو احسن انداز میں سلجھانے کی دعوت دی گئی ہے

میلاد النبی

ولادت مصطفیٰ ﷺ کے موضوع پر ایک اچھوتی اور تحقیقی تحریر جس کو پڑھ کر آپ متاثر ہوئے بغیر رہ نہیں سکیں گے

لا نبی بعدہٗ

ختم نبوت
کے موضوع پر ایک مکمل اور جامع تحریر

علم ما کان و ما یکون

علوم مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اہل سنت کا نظریہ

ناشر : ادارہ تبلیغ الاسلام
جامع مسجد خضراء، ۸۱ سٹریٹ
جیکسن ہائیٹس نیویارک